جلد ۳۴ | ۱۲ ماہ امان ۱۳۲۵ ھش | ۷ ربیع الثانی ۱۳۶۵ ھ | ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء | نمبر ۶۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

زندہ مذہب وُہ ہے جس میں وحی کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے اور قصوں پر مدار نہ ہو

"جب خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ جو شخص اس جہان میں اندھا ہے وُہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ تو ہر ایک طالبِ حق کے لئے ضروری ہُوا۔ کہ اسی جہان میں آنکھوں کا نور تلاش کرے۔ اور اس زندہ مذہب کا طالب ہو۔ جس میں زندہ خدا کے انوار نمایاں ہوں۔ وہ مذہب مُردار ہے۔ جس میں ہمیشہ کے لئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں کیونکہ وہ انسانوں پر یقین کی راہ بند کرتا ہے۔ اور انکو قصوں کہانیوں پر چھوڑتا ہے۔ اور انکو خدا سے نومید کرتا۔ اور تاریکی میں ڈالتا ہے۔ اور کیونکر کوئی مذہب خدا نما ہوسکتا ہے۔ اور کیونکر گناہوں سے چھڑا سکتا ہے۔ جب تک کوئی یقین کا ذریعہ اپنے پاس نہیں رکھتا۔ اور جب تک سورج نہ چڑھے کیونکر دن چڑھ سکتا ہے۔ پس دنیا میں سچا مذہب وہی ہے۔ جو بذریعہ زندہ نشانوں کے یقین کی راہ دکھلاتا ہے۔ باقی لوگ اسی زندگی میں دوزخ میں گرے ہوئے ہیں۔ بھلا بتلاؤ کہ ظن بھی کچھ چیز ہے۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں۔ کہ شاید یہ بات صحیح ہے یا غلط۔ یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ فرشتوں کی سی زندگی بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ دنیا کی بیجا عیاشیوں کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لینا۔ اور خدا کیطرف ایک خارق عادت کشش سے کھنچے جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ زمین کو چھوڑنا اور آسمان پر چڑھ جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ تقوے کی باریک راہوں پر قدم مارنا اور اپنے عمل کو ریا کاری کی ملونی سے پاک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ ایسا ہی دنیا کی دولت اور حشمت اور اسکی کیمیا پر لعنت بھیجنا اور بادشاہوں کے قرب سے بے پروا ہو جانا۔ اور صرف خدا کو اپنا ایک خزانہ سمجھنا بجز یقین

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۱ ماہ امان۔ حضرت سیدہ اُمِ ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہُ اللہ تعالےٰ کی طبیعت چند دنوں سے ناساز ہے احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ بنت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو چند روز سے بخار ہے آج درجہ حرارت ۱۰۲ ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی کامل شفایابی اور صحت و عافیت کے لئے احباب دعا کرتے رہیں۔

خان بہادر چودھری ابوالہاشم خان صاحب کی صحت و عافیت کے لئے بھی دعا کی جائے۔

نظارت دعوۃ و تبلیغ کیطرف سے مولوی محمد یار صاحب عارف اور گیانی واحد حسین صاحب کو شاہدرہ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجا گیا۔

شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر مینیجر الفضل کے ہاں آج لڑکا تولد ہُوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

ایڈیٹر۔ غلام نبی
بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۲ ماہ امان ۱۳۲۵ ہش

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک رؤیا

خان بہادر نواب محمد الدین صاحب کے متعلق

جو حرف بحرف پورا ہوا

(از ایڈیٹر)

۹ مارچ کے الفضل میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے جو چند رؤیاء چھپے ہیں۔ ان میں پہلا رویا خان بہادر نواب محمد الدین صاحب کے متعلق ہے جس میں ان کے الیکشن میں کامیاب نہ ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا تھا۔ اسی سلسلہ میں حضور نے یہ بھی ذکر فرمایا ہے۔ کہ

"اس بارہ میں ایک خواب مجھے سال ہوا جب کہ نواب صاحب کا ارادہ کھڑا ہونے کا تھا بھی نہیں۔ آئی تھی۔ غالباً وہ خواب شائع ہو چکی ہے۔ مگر اس میں بوجہ انذاری پہلو کے نام ظاہر نہ کیا تھا۔ الفضل کے فائلوں سے نکلوا کر وہ خواب دوبارہ شائع کر دی جائیگی۔ تا مومنوں کا ایمان تازہ ہو۔"

حضور کے یہ الفاظ پڑھنے پر مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ یہ رویاء کس پرچہ میں شائع ہوئی ہے۔ حالانکہ دوسری رویاء کے سلسلہ میں یہ رویاء میں نے ہی قلم بند کی تھی۔ اب جبکہ تلاش کی گئی تو ۱۳ جولائی ۱۹۴۴ء کے الفضل میں چھپی ہوئی مل گئی اور وہ حسب ذیل ہے۔

حضور نے فرمایا

"کل (۸ جولائی) میں نے چند رویاء اور الہام سنائے تھے ایک رویاء سنانا بھول گیا تھا۔ جو یہ ہے۔

میں نے دیکھا میں اسی جگہ (مسجد مبارک میں) بیٹھا ہوں۔ ایک دوست اپنی جماعت کے جو مخلص ہیں وہ مجلس سے اٹھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی کام کے لئے اٹھتے ہیں۔ اور اس کے لئے ادھر سیڑھیوں کی طرف گئے ہیں۔ مسجد کا وہ سامنے کا کونا جہاں ٹین لگا ہوا ہے۔ وہاں چھوٹی سی دیوار معلوم ہوتی ہے۔ اور سیڑھیاں ننگی ہیں۔ اوپر سے چھتی ہوئی نہیں ہیں۔ وہ دوست اس طرح اٹھ کر گئے۔ جیسے کوئی چیز اٹھانے جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کا سر چکرا گیا ہے۔ وہاں اس کونے پر جاکر انہوں نے اپنا ایک پاؤں آگے بڑھایا یہ دیکھ کر میں حیران ہوتا ہوں کہ نیچے تو گڑھا ہے۔ یہ کیا کرنے لگے ہیں۔ پھر خیال آتا ہے۔ کہ کسی چیز کی تلاش کے طور پر پاؤں آگے رکھ رہے ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ اترنے لگے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنا دوسرا پاؤں بھی آگے بڑھا دیا۔ اتنے میں ان کے نیچے گرنے کی آواز آئی۔ میں دوڑا اور انہیں آواز دی۔ کہ چوٹ تو نہیں آئی۔ انہوں نے کچھ جواب دیا۔ جو میری سمجھ میں نہیں آیا۔ مگر مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ وہ زندہ ہیں۔ کچھ اور لوگ دوڑ کر نیچے ان کے پاس گئے۔ ان سے میں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے۔ تو انہوں نے کہا چوٹیں آئی ہیں۔ مگر زندہ ہیں اتنے میں کوئی اور شخص آیا۔ اور آکر کہنے لگا۔ کہ وہ تو گر کر چور چور ہو گئے ہیں۔ اس پر میں نے خیال کیا۔ کہ یہ اس کا قیاس ہے۔ اس نے خود ان کی حالت نہیں دیکھی۔

جن کے متعلق میں نے یہ رویا دیکھا وہ مخلص آدمی ہیں۔ اور اس طرح گرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ دینی لحاظ سے گرنا نہیں ہے۔ کیونکہ میرا تعلق ان سے قائم رہا۔ میں ان کے گرنے پر دوڑ کر گیا۔ ان سے سوال کیا۔ اور ان کا حال پوچھا۔ اس کا انہوں نے جواب دیا۔ میں نے ان کا انجام نہیں دیکھا۔ وہ مشتبہ رہا۔ ممکن ہے انہیں کوئی جانی یا مالی تکلیف پیش آئے۔"

اس رویاء کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں جناب نواب محمد الدین صاحب کے انتخابات میں قدم رکھنے اور کامیاب نہ ہونے کا ذکر ہے۔ انہوں نے پنجاب اسمبلی کی ممبری کی تلاش کے لئے آگے قدم بڑھایا تھا۔ مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ کچھ نہ کچھ انہیں نقصان ہی اٹھانا پڑا۔ پھر اس رویاء کی جو تعبیر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وہ بالکل صحیح اور درست ثابت ہوئی۔ کہ

"اس طرح گرنے سے ان کا دینی لحاظ سے گرنا مراد نہیں تھا" کیونکہ رؤیا میں حضور کا تعلق ان سے قائم رہا۔ حضور نے ان سے گفتگو فرمائی اور ان کا حال دریافت کیا۔ جس کا انہوں نے جواب دیا۔

غرض یہ رؤیاء جو اتنا عرصہ قبل دکھائی گئی تھی بالکل اسی طرح پوری ہوئی۔ جس طرح اس میں نقشہ کھینچا گیا تھا۔ اور اس طرح یہ ایک تازہ نشان ہے۔ اس بات کا کہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں سے کلام کرتا اور انہیں قبل از وقت ایسی باتوں کا علم عطا کرتا ہے۔ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ اس کا تازہ ثبوت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ رؤیا ہے۔ جو اوپر درج کیا گیا ہے۔

اخبار ومبلڈن برو نیوز میں وفات مسیح کا ذکر

یسوع مسیح کی قبر کے متعلق اسلام کا عقیدہ

جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن نے حال ہی میں وفات مسیح کے متعلق ایک محققانہ ٹریکٹ شائع کر کے لنڈن میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ اس کا ذکر اخبار ومبلڈن برو نیوز نے ۲۲ فروری میں کرتے ہوئے جو نوٹ لکھا ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

یہ عقیدہ کہ حضرت یسوع مسیح تختہ دار پر لٹکائے تو گئے۔ مگر جان بحق نہ ہوئے تھے۔ بلکہ صحت یاب ہو کر ہندوستان کا دور دراز کا سفر اختیار کیا۔ جہاں آپ نے طبعی طور پر وفات پائی مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد لنڈن ساؤتھ فیلڈ نے اپنی کتاب "حضرت مسیح نے وفات کہاں پائی" میں بیان کیا ہے۔

یہ عقیدہ جماعت احمدیہ کا بنیادی نقطہ ہے۔ ان خیالات کی درسگاہ کی بنیاد حضرت احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے رکھی۔ جس کی ایک شاخ اس ملک میں بھی قائم ہے۔ اور اس کا مرکز مسجد لنڈن ہے۔ امام شمس صاحب نے ان حقائق اور واقعات کو بالاختصار چھوٹے سے ٹریکٹ کی شکل میں مرتب کیا ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اسے اس وسیع پیمانہ میں بشمولیت ومبلڈن تقسیم کر رہے ہیں۔

شمس صاحب نے ایک وقائع نگار سے دوران گفتگو میں کہا۔ ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح صلیب پر جان بحق نہیں ہوئے۔ بلکہ صلیب سے زندہ اتارے گئے۔ اس وقت ان پر صرف غشی کی حالت طاری تھی۔ اور وہ آیات جو چوتھی انجیل میں مذکور ہیں۔ اور جن میں یسوع مسیح کے آخری بار اپنے شاگردوں سے ملاقات کا ذکر ہے۔ درست ہیں۔ آپ نے کہا۔ ہم حضرت مسیح کو خدا کا فرستادہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن انہیں صرف ایک انسان کا درجہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر برنیئر فرانسیسی سیاح کی کتب سے یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ کہ کشمیر کے باشندے اسرائیلی ہیں۔ اور سرینگر کی وہ قبر جس کے متعلق مختلف خیالات پائے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح کی ہے۔ جب قبر مسیح کے جائے وقوع کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو شمس صاحب نے کہا۔ کہ وہ محلہ خانیار سرینگر میں ہے

حقائق القرآن۔ فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

ترقی کرنے والی قوم کے اندر کن قابلیتوں کا پایا جانا ضروری ہے

سورہ النازعات کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز نے تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم نصف اول کے صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۷ میں ترقی کرنے والی قوم کی قابلیتوں کا جو ذکر فرمایا ہے۔ اسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

حضور نے تحریر فرمایا ہے۔

اول ترقی کرنے والی قوم کے اندر مادۂ صبر کا پایا جانا نہایت ضروری ہے یعنی اس میں یہ قابلیت ہونی چاہیئے۔ کہ اسے جس بات سے بھی روکا جائے رک جائے۔ تاکہ جب بھی بدیوں کے مواقع آئیں۔ خرابیوں اور تباہیوں کے اوقات آئیں۔ وہ اپنے نفس کو روک لے۔ اور ان بدیوں میں ملوث ہونے سے اپنے آپکو بچا لے۔ یہی وہ خوبی ہوتی ہے جس کو پیدا کرنے کی وجہ سے ایک قوم جیت جاتی ہے۔ اور دوسری قوم اس سے محروم ہونے کی وجہ سے شکست کھا جاتی ہے ورنہ جہاں تک آنکھ کان دل اور دماغ وغیرہ کا سوال ہے۔ وہ سب میں یکساں ہوتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ بعض لوگ اپنے آپکو موقعہ پڑنے پر بری باتوں سے روک نہیں سکتے۔ اور بعض روک لیتے ہیں۔ روکنے والے جیت جاتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ہار جاتے ہیں۔

دوسری چیز جس کا ترقی کرنے والی قوم کے اندر پایا جانا نہایت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب بھی کوئی اچھی چیز اس کے سامنے آئے۔ اس کے دل میں یہ شدید شوق پیدا ہو جائے۔ کہ کسی طرح میں اس چیز کو حاصل کر لوں۔ گویا صفت صبر اور صفت اشتیاق شدید یا رغبت شدید یہ دو خوبیاں جس قوم کے اندر پائی جائیں۔ وہ یقیناً دنیا پر غالب آجاتی ہے اور یہی دو چیزیں ہیں جن پر ترقیات کا مدار ہے ایک بڑا ڈاکٹر ایک بڑا انجینئر یا ایک بڑا سیاستدان کیوں مشہور ہوتا ہے۔ اسی لئے کہ اس ڈاکٹر کو اپنے ڈاکٹری کے فن میں اشتیاق ہوتا ہے۔ اس انجینئر کو اپنے انجینئرنگ کے کام کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ اور وہ سیاستدان اپنے ملک کی سیاسی ترقی کی تدابیر میں منہمک رہتا ہے۔ گاندھی جی کو ہی دیکھ لو۔ وہ کس طرح دن رات ملکی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ ان میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہے۔ یہی کہ گاندھی جی اس کام میں تن من سے لگ گئے۔ اور دوسروں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ورنہ جہاں تک آنکھ۔ کان۔ ناک اور مونہہ وغیرہ کا سوال ہے۔ جس طرح دوسروں کی آنکھیں ہیں اسی طرح گاندھی جی کی آنکھیں ہیں۔ جس طرح دوسروں کے کان ناک اور مونہہ ہیں۔ اسی طرح ان کے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اور لوگ تو جوئے بازی کرتے رہے یا سنیما اور میوزک وغیرہ میں مشغول رہے۔ اور وہ اس کام میں لگے رہے۔ اگر وہ بھی اس کام میں لگ جاتے۔ تو آج وہ بھی بڑے بڑے کام کرنے والے سمجھے جاتے۔ یا ایک ڈاکٹر سے مریض کیوں اچھے ہوتے ہیں۔ اور دوسروں سے کیوں اچھے نہیں ہوتے۔ اسی لئے کہ ایک شخص نے ڈاکٹری کے مطالعہ میں اور معالجہ میں انہماک پیدا کر لیا۔ اور اس فن کے متعلق اس نے رغبت اور اشتیاق کا اظہار کیا۔ اور دوسرے نے رغبت سے کام نہ لیا۔ تو ترقی کرنے کے لئے دو قابلیتوں کا پایا جانا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اول یہ کہ جب کسی بری بات سے اسے روکا جائے۔ تو وہ رک جائے۔ دوسرے یہ کہ جس قدر مفید اور کارآمد چیزیں ہوں۔ ان کے حصول کی اس کے دل میں شدید رغبت پائی جاتی ہو۔ والنازعات غرقاً کہہ کر اللہ تعالے نے مسلمانوں کی انہی خوبیوں کیطرف اشارہ کیا ہے۔ کہ جتنی چیزیں انسانی ترقی میں حائل ہو سکتی ہیں۔ ان سب سے یہ لوگ بچتے ہیں۔ تم میں اور ان میں اگر کوئی فرق ہے تو یہ ہے کہ تم بعض چیزوں کے متعلق سمجھتے ہو۔ کہ وہ بری ہیں۔ مگر پھر بھی ان سے بچتے نہیں۔ لیکن مسلمانوں کو جس چیز کے متعلق یہ علم ہو جائے۔ کہ وہ بری ہے اس کے قریب بھی وہ نہیں پھٹکتے۔ اس ایک بات سے ہی اندازہ لگا لو۔ کہ ترقی کون کر سکتا ہے۔ تم ترقی کر سکتے ہو یا مسلمان ترقی کر سکتے ہیں۔ تمہاری حالت تو یہ ہے کہ تم مانتے ہو شراب بری چیز ہے۔ تم مانتے ہو جوا بری چیز ہے۔ مگر پھر نہ تم شراب سے بچتے ہو۔ نہ جوئے سے رکتے ہو۔ مگر مسلمان چونکہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ یہ بری چیزیں ہیں۔ اس لئے نہ وہ شراب کے قریب جاتے ہیں۔ نہ وہ جوئے کے قریب جاتے ہیں۔ یہ علامت ہے اس بات کی کہ مسلمانوں کے اندر بڑھنے اور ترقی کرنے کا مادہ پایا جاتا ہے۔ مگر تمہارے اندر وہ مادہ نہیں پایا جاتا۔ تم بھی کہتے ہو کہ سچ بڑی اچھی چیز ہے۔ اور مسلمان بھی کہتے ہیں۔ کہ سچ بڑی اچھی چیز ہے مگر تم سب جھوٹ بولتے ہو۔ اور مسلمان سب سچ بولتے ہیں۔ تم کہتے ہو کہ انسان کو وقت ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر باوجود یہ تسلیم کرنے کے کہ وقت ضائع کرنا بری بات ہے تم اپنے وقت کو ضائع کر دیتے ہو۔ تم مانتے ہو کہ دوسروں پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے مگر پھر تمہاری یہ حالت ہے کہ تم دن رات ظلم سے کام لیتے رہتے ہو۔ تم مانتے ہو۔ کہ امانت بڑی اچھی چیز ہے۔ مگر تمہاری عملی حالت یہ ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی شخص امانتاً روپیہ رکھواتا ہے۔ تو تم کھا جاتے ہو۔ اب بتاؤ جب تم اپنے نفس کو بری باتوں سے نہیں روک سکتے۔ اور مسلمانوں کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ ہر بری بات سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو تم کس طرح کہہ سکتے ہو۔ کہ مسلمانوں میں ترقی کرنے کی قابلیت نہیں ہے۔

نزع کے دوسرے معنی رغبت کے ہیں۔ چنانچہ نزع الی الشیء کے معنے ہوتے ہیں اشتھاہ اس چیز کی خواہش کی۔ اور نزع الی اھلہ کے معنے ہوتے ہیں۔ اشتاق اسے اپنے اہل سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ گویا اس میں صرف رغبت کے معنے ہی نہیں پائے جاتے۔ بلکہ اس رغبت کے معنے پائے جاتے ہیں۔ جو انسان کو اپنے اہل کے متعلق ہوتی ہے۔ اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ اہل کیطرف رغبت عام رغبت سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایک واقف سے ملنے کی خواہش اور قسم کی ہوگی۔ لیکن ایک بچہ جب اپنی ماں سے ملتا ہے۔ یا ماں اپنے بچے سے ملتی ہے۔ تو وہ خواہش اور وہ رغبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ تو والنازعات کہہ کر اس امر کیطرف اشارہ کیا کہ تم میں سے بھی بعض کو نیکی کے حصول کا معمولی اشتیاق ہے لیکن مسلمان ایسے ہیں کہ جب انہیں نیک باتوں کا علم ہوتا ہے۔ تو وہ انکی طرف اس رغبت اور شوق سے دوڑتے ہیں۔ جس رغبت اور شوق سے ایک بچہ اپنی ماں کیطرف جاتا ہے۔ گویا دونوں قسم کے کمالات ان میں نظر آتے ہیں۔ غرض پہلا قدم قومی ترقی کے لئے یہ ہوتا ہے۔ کہ قوم ان اعمال سے بچتی ہے۔ جو ترقی میں روک ہوتے ہیں۔ مثلاً سستی ہے جہالت ہے غفلت ہے ضد ہے نافرمانی ہے ظلم ہے لڑائی جھگڑا ہے بدسلوکی ہے۔ تنگی ہے جھوٹ ہے فریب ہے۔ خیانت ہے۔ فسق و فجور ہے یا اسی طرح کی اور خرابیاں ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے یہ لوگ والنازعات غرقاً ہیں۔ کہ اپنے نفوس کو ایسی تمام باتوں سے روکتے ہیں۔ جن سے رکنا چاہیئے اور ان میں یہ مادہ پایا جاتا ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے فلاں بات بری ہے اس سے بچو۔ تو یہ فوراً اس سے رک جاتے ہیں۔ اور اس حد تک اپنے نفوس کو روکتے ہیں۔ کہ غرقاً ہو جاتے ہیں۔ یعنی اپنے نفوس پر غالب آجاتے ہیں۔ مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ تم مانتے ہو۔ کہ فلاں فلاں باتیں بری ہیں۔ مگر تم ان سے بچتے نہیں۔ پھر یہ صرف اپنے نفوس پر ہی غالب نہیں آتے۔ بلکہ دوسروں کی بھی اصلاح کرتے ہیں۔ گویا ان میں خالی اپنے نفس کو روکنے کا ہی مادہ نہیں۔ بلکہ دوسروں کی اصلاح کا مادہ بھی ان کے اندر پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اغراق کے ایک معنے یہ بھی ہیں۔ کہ لوگ ایک شخص پر حملہ آور ہوئے اور اسے مغلوب کر لیا۔ گویا جب وہ اپنے کسی ساتھی میں کوئی عیب دیکھتے ہیں۔ تو وہ صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جاتے۔ کہ ہم نے اپنے آپکو اس بدی سے روکا ہوا ہے۔ بلکہ وہ سارے اکٹھے ہو کر اس پر حملہ آور ہو جاتے اور پھر اسے مغلوب کر لیتے ہیں۔ یعنی یا تو وہ اس کا عیب دور کر دیتے ہیں۔ اور اسے نیک بنا لیتے ہیں۔ اور یا پھر اس کو اپنی قوم میں سے باہر نکال دیتے ہیں۔ بدی کا وجود وہ اپنے اندر برداشت نہیں کر سکتے۔ مگر یہ اوپر کا درجہ ہے۔ پہلا درجہ یہی ہے۔ کہ جتنی چیزیں انسان کی ترقی میں روک بننے والی ہیں۔ وہ ان سب سے بچتے ہیں۔ اور دوسرا درجہ یہ ہے۔ کہ وہ بدی کو اپنی قوم میں دیکھ ہی نہیں سکتے جہاں بدی ان کو نظر آتی ہے۔ فوراً اس پر حملہ کر دیتے ہیں اور بدی کرنے والے کو مغلوب کر لیتے ہیں

یعنی یا تو اسے باہر نکال دیں گے یا اسے جیت لیں گے اور اسکی اصلاح کر لیں گے۔ بہرحال وہ اس شکل میں اس کو نہیں رہنے دیں گے۔ جس شکل میں وہ پہلے دکھائی دیتا تھا۔ یہ دوؔ قابلیتیں ہیں جو قوم کو ترقی کی طرف لے جاتی ہیں اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یہ دونوں قابلیتیں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔ پس والنازعات غرقًا کے یہ معنے ہوئے کہ وہ روحیں جو رکنے والی ہیں۔ بُری باتوں سے اور بد روحیں جو اُن میں آجائیں اُن کو دبا لینے والی ہیں۔

والنازعات کے دوسرے معنے جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ اشتیاق کے ہوتے ہیں اس لحاظ سے والنازعات غرقًا کے یہ معنے ہونگے کہ وہ نیکیوں کی طرف اس طرح رغبت کرتے ہیں۔ جیسے انسان اپنے اہل و عیال کی طرف رغبت کرتا ہے۔ گویا وہ صرف بدیوں سے ہی نہیں رکتے بلکہ اُن کے اندر امانت اور انصاف اور رحم اور خوش خلقی اور محنت اور علم اور عزباء پروری اور اقرار احسان اور جرأت اور سخاوت اور ہمسایہ کی خبر گیری۔ مسافروں کا خیال۔ یتیموں کا خیال۔ اور بیواؤں کا خیال۔ صفائی کا خیال۔ عفت اور ایسی ہی سب نیکیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ نہ صرف ان کے حصول کی کوشش کرتے ہیں بلکہ بعض کو یہ نیکیاں ایسی پیاری لگتی ہیں۔ جیسے بچہ کو اپنی ماں سے یا ماں کو اپنے بچہ سے پیار ہوتا ہے۔

والنّاشطات نشطًا پھر فرماتا ہے۔ ان نیکیوں کے حصول میں عاداتِ قومی کی وجہ سے انہیں محنت تو کرنی پڑتی ہے۔ مگر وہ محنت کر کے یہ کام کرتے چلے جاتے ہیں اور اس کام میں جو صعوبتیں آئیں اُن سب کو برداشت کرتے ہیں۔ نشط کے ایک معنے ڈول کو بغیر چرخی کے نکالنے کے ہوتے ہیں۔ گویا محنت اور مشقت کرنا اس کے مفہوم میں شامل ہے۔ کیونکہ چرخی [illegible] آسانی سے نکل آتا ہے۔ اور اگر چرخی نہ ہو تو بہت زور لگانا پڑتا ہے۔ پس [illegible] میں یہ محاورہ ہے۔ کہ جب کسی کے متعلق [illegible] امر کا اظہار کرنا ہو کہ اس نے بڑی محنت اور مشقت سے کام لیا تو کہتے ہیں انتشلھا [illegible] اس نے پانی بغیر چرخی کے نکالا۔ پس والنّاشطات نشطًا میں صحابہؓ کی یہ خوبی بیان فرمائی کہ اُن کو نیکیوں میں ترقی کرنے کا اس قدر خیال ہے۔ کہ اس راستہ میں انہیں کوئی بھی قربانی کرنی پڑے وہ اس سے دریغ نہیں کرتے۔ بعض لوگوں کو نیکیوں سے رغبت تو ہوتی ہے۔ مگر جب کام کا وقت آئے تو اُن کا دل ڈر جاتا ہے۔ اور وہ نیکی میں حصہ نہیں لے سکتے کیونکہ انہیں قربانی سے کام لینا پڑتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے اندر نہ صرف یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ کہ انہیں نیکیوں کے حصول کا شوق ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ دوسری خوبی بھی ان کے اندر پائی جاتی ہے۔ کہ وہ ناشطات ہیں۔ یعنی ہر قسم کی محنت برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اُن کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔ کوئی مددگار نہیں ہوتا۔ کوئی نیکیوں پر اکسانے والا نہیں ہوتا۔ کوئی پیٹھ ٹھونکنے والا اور قومی خدمات پر شاباش کہنے والا نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی وہ قومی خدمت کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سے رکتے نہیں ہیں۔

والسابحات سبحًا یہ لازمی بات ہے کہ جو شخص محنت سے کام لیتا ہے۔ وہ آخر فن کا ماہر ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی شخص فن کا ماہر ہو جائے تو اس کے لئے کام میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہی کام جو ایک پیشہ ور لوہار کرتا ہے۔ اگر ہمیں اس کی جگہ کرنا پڑے تو ہم بڑی محنت سے آہستہ آہستہ اس کام کو کر سکیں گے اور پھر بھی وہ کام خراب ہو جائے گا۔ مجھے یاد ہے بچپن میں ایک دفعہ بڑھئی ہمارے گھر میں کام کر رہے تھے مجھے ان کا کام بڑا پسند آیا اور میں نے سمجھا کہ یہ معمولی بات ہے۔ اس کام کو تو میں بھی کر لونگا۔ میری عمر اس وقت نو دس سال کی تھی جب وہ کھانا کھانے چلے گئے تو میں نے تیشہ اٹھایا اور ایک لکڑی کو چھیلنے کے لئے اس پر مارا مگر وہ بجائے لکڑی پر پڑنے کے سیدھا میرے ہاتھ کے انگوٹھے پر لگا۔ جس سے گہرا زخم ہو گیا اور اس کا نشان آج تک موجود ہے۔ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ بڑھئی جو کچھ کر رہا ہے۔ معمولی بات ہے۔ اور اس طرح میں بھی کر سکتا ہوں۔ مگر جب کام کا وقت آتا ہے۔ تب معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کام کتنا مشکل ہے۔ مگر بڑھئیوں کو اس کام کے کرتے وقت کوئی دقّت محسوس نہیں ہوتی۔ کیونکہ ایک لمبے عرصہ کی مشق کی وجہ سے وہ اس کام میں تیراکوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ یہی خوبی اللہ تعالےٰ نے صحابہؓ کی اس آیت میں بیان فرمائی ہے۔ کہ اب تو انہیں نیکیوں کے حصول میں بڑی محنت اور مشقت سے کام لینا پڑتا ہے۔ لیکن ایک زمانہ آئیگا جب یہ ان کاموں میں تیراکوں کی طرح ہو جائینگے۔ اور ایک طبعی رغبت اور نشاط ان میں پیدا ہو جائے گا۔ اور ایک دن یہ روحانی سمندر کے تیراک ہو جائیں گے جس طرح ایک ماہر تیراک دُور دُور تک تیرتا چلا جاتا ہے۔ اور اُسے کوئی مشکل محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح وہ نیکیوں پر ایسا غلبہ حاصل کر لیں گے۔ کہ ایک طبعی رغبت اور نشاط ان میں پیدا ہو جائے گا۔ اور اُنہیں نیکیوں کے بجا لانے میں انہیں سرور محسوس ہوگا۔ لوگوں کو جھوٹ سے بچنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کرنی پڑتی ہیں۔ مگر ان کے لئے جھوٹ چھوڑ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ لوگوں کو صداقت پر قائم رہنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ مگر ان کے لئے صداقت سے کام لینا ایسا ہی ہے۔ جیسے صداقت کی طرف ایک طبعی میلان ان کے اندر پایا جاتا ہے۔ یہی حال دوسری نیکیوں کا ہے۔ کہ ان کے کرتے وقت انہیں یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے نیکیوں سے ان کی فطرت کو طبعی مناسبت پیدا ہو چکی ہے۔ اور اب وہ کسی اور طرف جا ہی نہیں سکتے۔ گویا ہر نیکی انہیں یوں معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ماں کا دودھ ہے۔ جس طرح بچہ اس دودھ کو آسانی سے پی لیتا ہے۔ اور اُسے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا اسی طرح کسی نیک بات پر بھی عمل کرنا اُن کے لئے بوجھ نہیں رہے گا بلکہ وہ دلی شوق اور نشاطِ خاطر سے اس میں حصہ لیں گے۔

فالسابقات سبقًا۔ جب اُن میں نشاط پیدا ہو جائے گا۔ تو اس کے بعد نیکی کی طرف ان کا ایک اور قدم اٹھیگا اور اُن میں یہ شوق پیدا ہو جائے گا۔ کہ ہم اس میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ گویا وہ صرف یہ نہیں دیکھیں گے کہ وہ اچھی طرح اور نشاطِ خاطر سے کام کر رہے ہیں بلکہ وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی بھی کوشش کریں گے۔ اور قوتِ مسابقت کو حرکت میں لائیں گے۔ سخاوت ہر ایک کو آسان معلوم ہوگی۔ مگر اس کے بعد وہ یہ کوشش کریں گے کہ ہم دوسروں سے زیادہ سخاوت کریں۔ عفت ہر ایک کو آسان معلوم ہوگی۔ مگر اس کے بعد ہر شخص کے اندر یہ جوش پیدا ہوگا۔ کہ میں دوسروں سے زیادہ عفیف بنوں۔ خوش خلقی ہر ایک کو آسان معلوم ہوگی۔ مگر اس کے بعد ہر شخص کے اندر یہ جذبہ موجزن ہوگا۔ کہ میں دوسروں سے زیادہ خوش خلق بنوں۔ رحم کرنا ہر ایک کو آسان معلوم ہوگا۔ مگر اس کے بعد ہر شخص کے دل میں یہ جوش پیدا ہوگا۔ کہ میں دوسروں سے زیادہ رحم کا نمونہ دکھاؤں۔ گویا نیکیوں کے میدان میں اُن کا مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ اور ہر شخص کوشش کرے گا۔ کہ میں دوسروں سے بڑھ جاؤں۔ جب وہ اس مقام پر پہنچیں گے تو فالمدبرات امرًا یہ زائد بات بھی اُن میں پیدا ہو جائے گی۔ کہ ان میں سے ہر شخص اپنے آپ کو قوم کا ذمہ دار سمجھے گا۔ یہ نہیں دیکھے گا۔ کہ یہ کام فلاں کا ہے۔ اور یہ کام فلاں کا۔ بلکہ ہر شخص سمجھے گا۔ کہ میں ہی ساری جماعت کا ذمہ دار ہوں۔ ہندوستان میں بیئے کی مثال مشہور ہے۔ جو ایک چھوٹا سا جانور ہوتا ہے۔ بعض یہی بات پدّے کے متعلق کہتے ہیں کہ رات کو وہ الٹا سوتا ہے۔ ایک دفعہ اس سے کسی نے پوچھا کہ تُو الٹا کیوں سوتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ رات کو ساری دنیا سو رہی ہوتی ہے۔ اگر آسمان گر پڑے تو اُسے کون سنبھالے گا۔ میں اس لئے الٹا سوتا ہوں کہ اگر آسمان گرا تو دنیا کو بچا لوں گا۔ یہ بظاہر ایک مضحکہ خیز مثال ہے۔ لیکن انسانوں کے متعلق واقعہ یہی ہے۔ کہ جو شخص کمال نیکی کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ ساری دنیا کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لیتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ اس کی ذمہ داری فلاں پر ہے۔ اور اس کی ذمہ داری فلاں پر۔ بلکہ وہ اپنے آپ کو ہی واحد ذمہ دار سمجھتا ہے جب یہ خوبی کسی قوم کے افراد میں پیدا ہو جائے تو وہ قوم کبھی تباہ نہیں ہو سکتی۔ ایک سو جائیگا تو دوسرا اس کو جگانے کے لئے موجود رہیگا۔ آخر تمام لوگ ایک وقت میں تو سو نہیں سکتے لازمًا کچھ حصہ سوئے گا اور کچھ بیدار رہے گا۔ اور جب کچھ حصہ بیدار رہے گا۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ قوم کو بچانے والے افراد موجود رہینگے اور وہ تباہی سے

زندہ نبی —— اور —— زندہ مذہب

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مذہب کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جائے اور خدا تعالےٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس حالت میں دنیا میں ہزارہا مذہب خدا تعالےٰ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں تو کیونکر معلوم ہو۔ کہ کونسا مذہب درحقیقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ آخر سچے مذہب اور زندہ دھرم کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ کوئی نشان اور خدائی مہر اپنے ساتھ رکھتا ہو۔ جب ہم یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اب بھی زندہ ہے۔ جیسا کہ پہلے زندہ تھا۔ اور وہ اب بھی بولتا ہے۔ اور سنتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بولتا اور سنتا تھا۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ سچا اور زندہ مذہب وہی ہوسکتا ہے۔ جو اس زمانہ میں بھی خدا تعالےٰ کا سننا اور بولنا ثابت کرے۔

خلاصہ یہ کہ سچے مذہب میں خدا تعالےٰ اپنے مکالمہ مخاطبہ سے اپنے وجود کی آپ خبر دیتا ہے۔ کیونکہ زمین و آسمان وغیرہ کو دیکھ کر یہ تو ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ اس ترکیب محکم اور ابلغ کا کوئی صانع اور بانی ہونا چاہیئے۔ مگر اس سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ فی الحقیقت وہ صانع موجود بھی ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیئے۔ اور ہے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ کونسا مذہب اور کونسی وہ کتاب ہے۔ جس کے ذریعہ یہ غرض پوری ہوسکتی ہے؟ اس وقت دنیا میں سب سے بڑے مذہب تین ہیں۔ آریہ دھرم۔ عیسائیت۔ اور اسلام۔ آریہ دھرم والے صاف جواب دیتے ہیں کہ پرمیشور نے چار رشیوں پر چار ویدوں کی صورت میں کلام نازل کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے چپ سادھ لی۔ انجیل بھی بقول عیسائیاں یہی جواب دیتی ہے۔ کہ خدا سے مکالمہ مخاطبہ کا دروازہ اب بند ہو چکا ہے مگر ایک متلاشی حق اور طالب صداقت کے لئے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اسلام ہمیں زندہ خدا کو پانے کی دعوت عام دیتا ہوا کہتا ہے ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

چنانچہ اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے اپنی ہستی اور اسلام کی زندگی کا ثبوت دینے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو تمام مذاہب کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والا موعود امام اور ہادی بنا کر بھیجا جو فرماتے ہیں:۔

"مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں۔"
(چشمہ مسیحی صفحہ ۲۳ باراول)

چنانچہ آپ نے اپنے سینکڑوں الہامات جو بے شمار امور غیبیہ پر مشتمل اور دعاؤں کی قبولیت کے روشن نشان ہیں شائع کرنے کے علاوہ تمام مذاہب کے نمائندوں اور نامی لیڈروں کو مخاطب کر کے ۱۸۹۳ء میں یہ انعامی چیلنج دیا۔

"میں صرف اسلام کو سچا مذہب سمجھتا ہوں اور دوسرے مذہب کو باطل اور سراسر دروغ کا پتلا خیال کرتا ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اسلام کے ماننے سے نور کے چشمے میرے اندر بہہ رہے ہیں اور محض محبت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے وہ اعلیٰ مرتبہ مکالمہ الٰہیہ اور اجابت دعاؤں کا مجھے حاصل ہوا ہے۔ کہ جو بجز سچے نبی کے پیرو کے اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اور اگر ہندو اور عیسائی وغیرہ اپنے باطل معبودوں سے دعا کرتے کرتے مر بھی جائیں تب بھی ان کو وہ مرتبہ مل نہیں سکتا اور وہ کلام الٰہی جو دوسرے ظنی طور پر اسکو مانتے ہیں۔ میں اس کو سن رہا ہوں اور مجھے دکھلایا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے۔ کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے۔

اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ یہ سب کچھ بہ برکت پیروی حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو ملا ہے۔ اور جو کچھ ملا ہے اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں۔ کیونکہ وہ باطل پر ہیں۔ اب اگر کوئی سچ کا طالب ہے خواہ وہ ہندو ہے یا عیسائی یا آریہ یا یہودی یا برہمو یا کوئی اور ہے۔ اس کے لئے یہ خوب موقعہ ہے۔ جو میرے مقابل پر کھڑا ہو جائے۔ اگر وہ امور غیبیہ کے ظاہر ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے میں میرا مقابلہ کرسکے۔ تو میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ جو دس ہزار روپیہ کے قریب ہوگی۔ اس کے حوالہ کر دونگا۔ یا جس طور سے اس کی تسلی ہوسکے۔ اسی طور سے تاوان ادا کرنے میں اسکو تسلی دونگا۔ . . . . اور اگر آپ لوگ یہ کہیں۔ کہ ہم مقابلہ نہیں کرتے۔ اور نہ ایمانداروں کی نشانیاں ہم میں موجود ہیں۔ تو آؤ اسلام لانے کی شرط پر یکطرفہ خدا تعالےٰ کے کام دیکھو. . . .

اور چاہیئے کہ اپنے وعدہ کو بہ ثبت شہادت بارہ کس عیسائی و مسلمان و ہندو یعنی چار عیسائی چار مسلمان چار ہندو موکد بہ قسم کر کے بطور اشتہار کے چھپوا دیں۔ اور ایک اشتہار مجھ کو بھی بھیجدیں۔ اور اگر خدا تعالےٰ کوئی عجوبہ قدرت ظاہر کر دے۔ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ تو بلا توقف اسلام کو قبول کر لیویں۔ اور اگر قبول نہ کریں تو پھر دوسرا نشان یہ ہے۔ کہ میں اپنے خدا تعالےٰ سے چاہونگا۔ کہ ایک سال تک ایسے شخص پر کوئی سخت وبال نازل کرے جیسے جذام یا نابینائی یا موت۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو۔ تو پھر بھی میں ہر ایک تاوان کا جو تجویز کی جائے سزاوار ہونگا. . . .

. . . اور اگر اب بھی میری طرف مونہہ نہ کریں۔ تو ان پر خدا تعالےٰ کی حجت پوری ہو چکی۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷۵-۲۷۸ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

ناظرین غور کریں اسلام کی سچائی اور حقانیت کا یہ کتنا زبردست ثبوت ہے۔ مگر باوجود دس ہزار روپیہ کے انعامی چیلنج کے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

الغرض کسی نامی پادری یا مشہور پنڈت کا اپنے اپنے مذہب کو زندہ ثابت کرنے کے لئے اسلام کے اس پہلوان کے مقابلہ میں نہ آنا اس امر کا روشن اور کھلا ثبوت ہے کہ واقعی زندہ خدا کو پانے کے لئے سچا اور زندہ مذہب احمدیت یعنی حقیقی اسلام ہی ہے۔ خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل مبلغ

میٹرک پاس طلباء خدمت دین کیلئے آگے بڑھیں

آجکل میٹرک کا امتحان ہو رہا ہے۔ طلباء اور ان کے والدین ان کے مستقبل کے متعلق پروگرام بنا رہے ہوں گے۔ بہت سے مخلص ماں باپ اور سعادت مند بیٹے اس سوچ میں ہونگے۔ کہ میٹرک پاس کرنے کے بعد ہم کس طرح دین اسلام کو خود اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اور دوسروں کو سمجھا سکیں۔ ایسے تمام نیک ارادوں والے والدین اور ان کے باہمت فرزندوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ کہ دینی تعلیم حاصل کرنے اور اس کے بعد خادم دین بننے کا پروگرام ان کے لئے موجود ہے۔ وہ میٹرک کے بعد جامعہ احمدیہ کی سپیشل کلاس میں داخل ہوں۔ اور عربی زبان۔ دینیات اور مسائل کا صحیح علم حاصل کر کے دین کی خدمت سرانجام دیں۔ میٹرک پاس طالب علم جامعہ احمدیہ کی دینی تعلیم کے علاوہ چار سال میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کرے گا۔ اور چونکہ سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل مولوی فاضل کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس لئے اس طریق سے خدمت دین کرنے کا بہت زیادہ موقعہ ہے۔

ماں باپ اپنے میٹرک پاس بچوں کو جامعہ احمدیہ میں داخل فرمائیں۔ اس سلسلہ میں ہر قسم کی تفصیلی معلومات خط لکھ کر دریافت فرما سکتے ہیں۔

خاکسار:۔ ابوالعطاء جالندھری پرنسپل جامعہ احمدیہ

دہلی میں آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ

آریہ سماج کا چیلنج

اس مرتبہ آریہ سماج دہلی نے پھر اپنے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جملہ مذاہب کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ اور بڑے زور دار الفاظ میں ایک پوسٹر شائع کیا۔ کہ جس کا جی چاہے۔ آکر ویدک دھرم کی صداقت آزمائے۔

جماعت احمدیہ نے چیلنج منظور کر لیا

ہماری طرف سے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے مطالبہ کیا گیا۔ کہ حسب ذیل دو مضامین پر مناظرہ کے لئے الگ الگ وقت دیا جائے:۔

(۱) آریہ دھرم کی تعلیم عالمگیر نہیں ہے

(۲) آریہ دھرم میں عورت کا مقام۔

جواب میں آریہ سماج کی طرف سے لکھا گیا۔ کہ مضمون ۱ بہت وسیع ہے۔ کیونکہ اس میں سب مسائل شامل ہیں۔ اس لئے کوئی خاص مسئلہ معین کیا جائے۔ تا کہ خلط مبحث نہ ہو۔ ہم نے اس کو بھی تسلیم کر لیا۔ اور لکھا کہ ہم اس مضمون کو صرف تمدن تک محدود کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ آریہ سماج نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور اس مضمون کو ٹال دیا۔ دوسرے مضمون کے بارہ میں پہلے تو یہ لکھا۔ کہ اس کی تشریح کی جائے۔ کیونکہ سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ اس مضمون سے کیا مراد ہے۔ جب انہیں جواب دیا گیا۔ کہ اس سے مراد اس امر پر بحث کرنا ہے۔ کہ آریہ دھرم نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے ہیں۔ اور آیا وہ حقوق ضرورت زمانہ کو پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ تو اس تشریح کے بعد اس مضمون پر مناظرہ کے لئے ۱½ گھنٹہ وقت دیا گیا۔ ہماری طرف سے جناب مولوی ابوالعطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعہ احمدیہ مناظر تھے۔

ویدک دھرم میں عورت کا مقام پر مناظرہ

جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ کہ آریہ دھرم کے رو سے عورت کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شخص کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوں۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ گویا لڑکیاں اولاد میں شامل نہیں۔ ورنہ ان کی بھی کوئی حیثیت تھی۔ تو لڑکیوں کے ہوتے ہوئے نیوگ کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی تھی۔ اسی طرح اگر لڑکیاں جائیداد کی وارث ہو سکتی تھیں۔ اور ویدک دھرم میں ان کے لئے کوئی حصہ مقرر کیا گیا تھا۔ تو اس صورت میں بھی نیوگ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ لیکن چونکہ جائیداد کا وارث صرف لڑکا ہو سکتا تھا۔ لڑکی نہیں۔ اس لئے یہ حکم دیا گیا۔ کہ اگر لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں۔ تو نیوگ کر کے لڑکا پیدا کرے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ منو میں یہ لکھا ہے۔ کہ عورت کبھی خود مختار نہ رہے۔ لڑکی باپ کے تابع۔ بیوی شوہر کے اور ماں بیٹے کے تابع رہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ عورت کی پوزیشن ہر حالت میں محض ماتحت کی ہے۔ اسی طرح وید میں لکھا ہے۔ کہ اے پرمیشر شری اور لکشمی دو پیاری بیویوں کی مانند تیری خدمتگذار ہیں۔ اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ ویدک دھرم میں ایک سے زائد بیویاں جائز تھیں۔ ورنہ دو کی مثال دینا بیوقوفی ہے۔ وہاں عورت کی پوزیشن محض خدمتگذار کی بتائی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

آریہ مناظر

پنڈت جی نے جواب میں کہا۔ کہ ویدوں میں لڑکے اور لڑکی کی پیدائش کو ایک جیسا بتایا گیا ہے۔ اور کہا کہ اسلام نے بھی تو طلاق کا حق مرد کو دیا ہے۔ عورت کو نہیں۔ اور جائیداد میں بھی لڑکے اور لڑکی کا حصہ برابر نہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ اسلام نے لڑکے کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا ہے۔ اسی ضمن میں پنڈت جی نے پردہ پر اور تعدد ازدواج پر اعتراض کیا۔ اور کہا۔ کہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مساوات نہیں۔ شری اور لکشمی والی مثال کے بارہ میں کہا۔ کہ یہ محض مثال اور استعارہ ہے۔ اور دو بیویاں اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ ایک بیاہتی بیوی ہے۔ اور دوسری نیوگ والی۔

احمدی مناظر

جناب مولوی صاحب نے جواب میں فرمایا۔ کہ وید میں لڑکے اور لڑکی کو ایک جیسا کہہ دینے سے بات نہیں بنتی۔ آدم کی اولاد ہونے کی حیثیت سے تو سب ایک جیسے ہی ہیں۔ لیکن یہاں سوال حقوق کے متعلق ہے۔ کہ وید نے عورت کو کیا حقوق دئے ہیں؟ سو نیوگ کے حکم سے ظاہر ہے۔ کہ عورت کی ہرگز کوئی حیثیت نہیں۔ ورنہ لڑکیوں کے ہوتے ہوئے ایسے حیاسوز حکم کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ وید سے بتایا جائے۔ کہ لڑکیوں کا جائیداد میں کتنا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ وہ لڑکوں کی طرح جائیداد کی وارث ہو سکتی ہیں۔ طلاق کے بارہ میں آپ نے بتایا۔ کہ جس طرح مرد کو طلاق کا حق حاصل ہے۔ اسی طرح عورت کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ کہ وہ خلع کرا سکتی ہے۔ یہ غلط ہے کہ یہ حق صرف مرد کو دیا گیا ہے۔ جناب مولوی صاحب نے تفصیل سے بتایا۔ کہ اسلام نے عورت کے لئے مہر الگ مقرر کیا ہے۔ اور جائیداد کا اسے الگ وارث قرار دیا ہے۔ اور وہ اپنا حصہ قانوناً عدالت کے ذریعہ حاصل کر سکتی ہے۔ لیکن کیا ویدک دھرم نے بھی عورت کے لئے کوئی ورثہ مقرر کیا ہے۔ جسے وہ قانوناً عدالت کے ذریعہ حاصل کر سکتی ہو۔ اگر نہیں تو ظاہر ہے۔ کہ وہ مرد کے رحم پر ہے۔ کوئی چاہے تو دیدے۔ لیکن اگر کوئی نہ دے۔ تو عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا۔ کہ وہ قانوناً اسے حاصل کر سکے۔ پردہ اور تعدد ازدواج پر اعتراضات کے جناب مولوی صاحب نے نہایت لطیف جواب دیئے۔ اور فرمایا کہ اسلامی احکام عین فطرت کے مطابق ہیں۔ اور دنیا مجبور ہو کر انہیں خود بخود اختیار کر رہی ہے۔ بے پردگی کے جو برے نتائج نکلے ہیں۔ ان سے کوئی عقلمند انسان بے خبر نہیں ہو سکتا۔ اور خود ہندو پریس چلا رہا ہے۔ کہ بے پردگی قوم کے اخلاق اور کیریکٹر کو تباہ و برباد کر رہی ہے۔ خود بانی آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش میں ضروری قرار دیا ہے۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے اسکول قریب قریب نہ ہوں۔ اگر لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم اور بے پردگی کوئی اچھی چیز ہوتی۔ تو ستیارتھ پرکاش میں یہ زور نہ دیا جاتا۔ کہ لڑکوں اور لڑکیوں کے اسکول دور دور فاصلہ پر ہونے چاہئیں۔ شری اور لکشمی والی مثال کے بارہ میں آپ نے فرمایا۔ کہ یہ استعارہ سہی۔ لیکن آخر استعارہ بھی تو اس چیز کا دیا جاتا ہے۔ جو جائز ہو۔ ناجائز چیز سے تو استعارہ نہیں دیتے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ ویدک دھرم میں ایک سے زیادہ بیویوں کا رواج تھا۔ یہ کہنا کہ ایک بیاہتا بیوی ہے۔ اور دوسری نیوگ والی غلط ہے۔ کیونکہ پھر دو پر بس کیوں کی؟ نیوگ کی تو گیارہ تک عورتیں ہو سکتی ہیں۔ لہذا یہ بات غلط ہے۔

لیکن اصل سوال تو لفظ خدمتگذار کے بارہ میں تھا۔ جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ افسوس ہے۔ کہ پنڈت جی اخیر تک ان معقول سوالات کا کچھ بھی جواب نہ دے سکے۔ جس کی وجہ سے ایسی ہزیمت انہیں اس دن اٹھانی پڑی۔ کہ شاید اسے عمر بھر یاد رکھیں گے۔ پنڈت جی نے ایک مرتبہ تنگ آ کر فرمایا۔ کہ ہمارے ہاں نیوگ ایسا ہی جائز ہے۔ جیسا کہ آپ کے ہاں سؤر کا گوشت اور حرام و خون کھانا جائز ہے۔ جناب مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ سؤر کا گوشت اور مردار اضطراری حالت میں کھانا جائز ہے۔ جبکہ انسان مر رہا ہو۔ اور کوئی چیز اسے کھانے کو میسر نہ آ سکے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ نیوگ کے لئے اضطراری صورت کونسی ہو سکتی ہے۔ اگر کسی کے لڑکا پیدا نہ ہو۔ تو کیا وہ مرا جاتا ہے۔ یا کوئی ایسی اضطراری کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ اگر کہو کہ اس کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں۔ اسلئے یہ اضطرار ہے۔ تو بس یہی ہماری فتح ہے۔ کیونکہ یہی ثابت کرنا مقصود تھا۔ کہ آریہ دھرم میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی۔ کہ لڑکیوں کے موجود ہوتے ہوئے خنزیر اور مردار جیسی حرام اشیاء کو جائز قرار دینے کی ضرورت پیش آتی۔

کامیابی

الحمد للہ کہ یہ مناظرہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ جناب مولوی صاحب کے زبردست دلائل اور شوکت بیان کے سامنے پنڈت جی کے کمزور اور غیر معقول جوابات کا یہ اثر تھا۔ کہ آریہ سماج کو ۱½ گھنٹہ وقت گذارنا مشکل ہو گیا۔ اور ان کی بالکل وہی کیفیت تھی۔ کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ مناظرہ کے اختتام پر مسلمانوں کے مجمع نے انبساط اور مسرت کے جوش میں بے ساختہ نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ اور اس طرح اس بین فتح پر جو خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا۔

(خاکسار عبد الحمید سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ دہلی)

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ (علاقہ نظام) کا آٹھواں سالانہ جلسہ

صداقت احمدیت پر تقریریں اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب

جماعت احمدیہ گذشتہ سات سال سے تعلیم احمدیت کے مطابق نہایت پرامن طریق سے چنتہ کنٹہ (علاقہ نظام) میں اپنا جلسہ حکومت کی اجازت سے کرتی چلی آرہی ہے گذشتہ سال سے غیر احمدیوں نے یہ ناروا وطیرہ اختیار کیا ہوا ہے کہ "میلاد النبی" کے نام سے حکومت سے اجازت حاصل کی جاتی ہے۔ اور بجائے سیرۃ النبی پر وعظ کرنے کے احمدیت کے خلاف علماء ہرزہ سرائی کرتے ہیں۔ گذشتہ سال تو عین ان ایام میں جبکہ جماعت احمدیہ کا جلسہ ہو رہا تھا۔ غیر احمدیوں نے بھی مقابل پر جلسہ شروع کیا۔ لیکن ذمہ دار افسران کو ہماری جانب سے جب توجہ دلائی گئی۔ تو انہوں نے احمدیت کے خلاف بیہودہ گوئی سے روک دیا۔ امسال جماعت کا جلسہ غیر احمدیوں کے جلسہ کے بعد منعقد کیا گیا۔ غیر احمدی علماء نے جھوٹی باتیں بیان کرکے لوگوں کو صداقت کے سمجھنے اور قبول کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ اور حکومت کو بھی درخواست دی کہ وہ اشاعت احمدیت کو روکے۔ حکومت نے جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے نہایت معقول جواب کے ساتھ اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ جس سے حکام کی فرض شناسی اور بیدار مغزی کا پتہ چلتا ہے۔ اور جماعت ان کی ممنون اور قدردان ہے۔

غیر احمدیوں کے جلسہ کے موقعہ پر حیدرآباد سے جناب مولوی عبدالمالک خانصاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ تشریف لائے تھے۔ جو لوگ ان کے جلسہ میں شرکت کے لئے آئے۔ اور ہمارے کارخانہ کو دیکھنے کے لئے آتے ان کو تبلیغ کرتے رہے۔ جلسہ میں جو اعتراضات کئے گئے۔ ان کے جوابات دیئے۔ اور ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے مسئلہ وفات وحیات مسیح پر تبادلہ خیالات ہوا۔ غیر احمدی مولوی صاحب سلسلہ کے دلائل کے مقابلہ پر یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوئے کہ قرآن کریم میں مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق کوئی لفظ نہیں ہے۔ البتہ احادیث میں ہے۔ اس موقعہ پر کتاب البریہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چیلنج پڑھ کر سنایا گیا کہ کسی حدیث سے حضرت عیسےٰؑ کے آسمان پر زندہ چلے جانے اور آنے کا مضمون دکھایا جائے مولوی صاحب نے ایک گھنٹہ بعد آکر بتانے کا وعدہ کیا۔ لیکن تشریف نہ لائے۔ جماعت نے سلسلہ کا بہت سا لٹریچر لوگوں کو مطالعہ کے لئے دیا۔

۲۸ فروری و یکم مارچ کو جماعت کی جانب سے سالانہ جلسہ منعقد کیا گیا۔ حیدرآباد سے نہایت شاندار پوسٹر چھپوا کر مقامی طور پر اور علاقہ میں چسپاں کئے گئے۔ حیدرآباد۔ یادگیر۔ اڈنکور کرنول اور دوسرے علاقوں سے احمدی احباب تشریف لائے۔ جن کے قیام وطعام کا انتظام مقامی جماعت نے کیا۔ پہلا اجلاس جناب سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ کی صدارت میں منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم ونظم کے بعد صاحب صدر نے افتتاحی تقریر کی جس میں جلسہ کی غرض وغایت اور بعض ضروری امور بیان کئے۔ ازاں بعد مولوی عبدالقادر صاحب صدیقی نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام ارفع" احمدیہ نقطۂ نگاہ سے پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے ثابت کیا۔ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس شان ارفع کو پیش کیا وہ بے نظیر ہے۔

جناب مولوی عبدالمالک خانصاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ تو جلسہ کا پنڈال حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ آپ نے اپنی تقریر میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد کے دلائل پیش کئے۔ نیز اس کتاب کا جو غیر احمدیوں کی طرف سے تقسیم کی گئی تھی۔ نہایت مشرح وبسط سے جواب دیا۔ اور حاضرین جلسہ پر واضح کیا۔ کہ غیر احمدی علماء گذشتہ نصف صدی سے احمدیت کے خلاف اپنے اعتراضوں کو دوہراتے چلے آتے ہیں۔ حالانکہ متعدد دفعہ کتب سلسلہ و اخبارات وتقاریر کے ذریعہ ان کے جواب دیئے جا چکے ہیں۔ اور کبھی علماء کو جواب الجواب کی توفیق نہیں ملی۔ نیز بتایا کہ کس طرح غلط حوالہ جات اور بہتانات اس کتاب میں درج ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک آپ نے ان کے ایک ایک اعتراض کو لے کر مشرح وبسط سے جواب دیا۔ حاضرین مجلس سکون واطمینان سے تقریر سنتے رہے۔ اور بعد جلسہ بہت سے سنجیدہ لوگوں نے اس کتاب کے متعلق اظہار افسوس و ناراضگی کیا۔ الحاج مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل وکیل یادگیر نے جناب شیخ حسن صاحب احمدی جن کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ اور جو جنت البقیع میں دفن کئے گئے کے بعض حالات زندگی پیش کئے۔ اور مقامی غیر احمدیوں کو سیٹھ صاحب کے تقویٰ اور پاکیزگی بطور شہادت پیش کیا۔

دوسرا اجلاس دوسرے دن منعقد کیا گیا۔ جس میں پہلی تقریر جناب نواب عبدالمومن صاحب نے اور دوسری تقریر جناب اسحٰق علی صاحب ایڈووکیٹ محبوب نگر نے صداقت احمدیت کے موضوع پر نہایت مؤثر پیرایہ میں کی۔ اور بتایا کہ دنیا میں یہی وہ جماعت ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عاشق وجاں نثار اور آپ کے دین کی فکر مند ہے۔ بعد ازاں جناب حبیب اللہ خانصاحب ایم۔ اے۔ بی۔ سی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے کی ضرورت پر نہایت مدلل تقریر کی۔ آپ نے واضح کیا۔ کہ احمدیت کو قبول کرنا صفات الٰہیہ کے عدم تعطل کا اقرار ہے۔ اور اس کے نہ قبول کرنے سے خدا کی صفت کلام وسمیع ہونے کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں اور الٰہی وعدے جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ پھر مختصراً آپ کے کارنامے پیش کئے۔ الحاج مولوی علی محمد صاحب ایم۔ اے ایڈنبرا نے "جماعت احمدیہ کے مقاصد واعمال" پر نہایت پر اثر طریق سے تقریر کی۔ ان کے بعد مولوی عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ بی نے اختلافی عقائد پر قانونی وشرعی تبصرہ کرتے ہوئے واضح کیا۔ کہ غیر احمدی اپنے عقائد کی بنیاد قرآن وحدیث پر بتاتے ہیں۔ مگر ان کے بہت سے عقیدے باہم متضاد ہیں جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا جاتا ہے کہ کوئی نبی نہ آئے گا۔ اور ساتھ ہی عیسےٰ نبی اللہ کی آمد کا اقرار ہے۔ آپ نے اجراء نبوت کے دلائل پیش کرتے ہوئے اس زمانہ کے نبی احمد علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیاں پیش کیں۔

مولوی عبدالمالک خانصاحب مولوی فاضل مبلغ نے بیتلوہ شاہد منہ والی آیت پر علمی تبصرہ فرماتے ہوئے بتایا کہ وہ شاہد جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام ہیں۔ نیز بتایا کہ اس شاہد کو ۱۲۵۰ھ میں پیدا ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ اسی سنہ میں آپ پیدا ہوئے۔ اور دیگر قرائن اس کے اثبات میں پیش کئے۔ نیز اس شاہد کی جو علامات احادیث وقرآن میں درج ہیں ان کی تفصیل تقابلی حیثیت سے پیش کی۔ کہ غیر احمدی ان کے معنے اور مطلب وہ لیتے ہیں جن سے غیر مسلموں کو ہی نہیں بلکہ خود صاحب عقل وفہم مسلمانوں کو بھی ہنسی آتی ہے۔ پھر احمدیہ نقطۂ نگاہ کو پیش کیا۔ نیز آپ نے اس کتاب کے بقیہ اعتراضات کے جواب دیئے۔ ایک صاحب نے پیشگوئی احمد بیگ کے متعلق سوالات لکھ کر بھیجے۔ آپ نے تفصیل سے جواب دیا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کے آخری فیصلہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے لئے موکد بعذاب قسم کھانا خود ایک موت ہے۔ اور وہ ہرگز اس بات پر حسب شرائط آمادہ نہ ہوں گے۔ ازاں بعد آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتداری معجزات پیش کئے۔ اور غیر احمدیوں سے مؤثر الفاظ میں اپیل کی۔ یہ تقریر دو گھنٹہ تک جاری رہی۔ احمدیوں کے دل ہی فتح وشادمانی سے مسرور نہ تھے۔ بلکہ غیر احمدیوں میں سے بھی بہت سے لوگوں نے دلائل احمدیت کی پختگی کا اقرار کیا۔ اور بعض نئے احمدی جو اس جلسہ میں شریک ہوئے ان کو طمانیت قلب حاصل ہوئی

آخر میں سید بشارت احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ہدایت پانے کی مؤثر الفاظ میں تحریک کی۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور خالی الذہن ہوکر دعائیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ طریق بتایا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ پر صداقت منکشف کردے گا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ مخالفوں کی مخالفت اور اعتراضات ہماری جماعت کی ترقی کا موجب ہوں گے۔ اگر یہ لوگ مخالفت نہ کرتے۔ تو آپ لوگوں کو اسقدر وسیع معلومات احمدیت کے متعلق جو اعتراضوں کے جواب کے رنگ میں حاصل ہوئے ہیں۔ حاصل نہ ہوتے۔ بہت سے غیر احمدیوں نے جمعہ کی نماز ہمارے ساتھ ادا کی اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا روح پرور خطبہ سنا۔ کوئی آنکھ نہ تھی جو پرنم نہ ہو۔ اور کوئی دل نہ تھا جو اسلام کی ہمدردی کے جذبہ سے معمور نہ ہو خدا تعالےٰ کے فضل سے اس موقعہ پر بارہ ۱۲ افراد نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً صلیبی موت سے بچائے گئے

(۵)

جس قدر متناقض اور متضاد باتیں انجیلوں میں لکھی ہیں۔ ان کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ عیسائی صاحبان کیوں آنکھیں نہیں کھولتے۔ اور کیوں ان محرف و مبدل کتابوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اس خدائے واحد کی طرف منہ نہیں پھیرتے۔ جس کا پتہ قرآن کریم جیسی محکم کتاب دیتی ہے۔ مثلاً انجیل یوحنا ۲۱/۲۵ میں مسیح کے معجزات کے متعلق لکھا ہے "اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ جو کتابیں لکھی جاتیں۔ ان کے لئے دنیا میں گنجائش نہ ہوتی" مسیح کی تین سالہ نبوت کے معجزات کے متعلق کس قدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے۔ بحالیکہ مسیح علیہ السلام اپنے معجزوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

"اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یوناہ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔" (متی ۱۲/۳۹-۴۰)

اب کہاں یوحنا صاحب کا مبالغہ۔ اور کہاں صرف ایک نشان کا وعدہ۔ اس سے صاف ثابت ہے۔ کہ انجیل نویس پرکاہ کو ابنانے میں خوب ماہر تھے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا یوناہ نبی والا نشان ازروئے اناجیل مسیح نے دکھایا۔ یوناہ نبی کا نشان کیا تھا۔ اس کے چھ حصے ہیں۔

(۱) یوناہ نبی کی قوم نے اس کی تکذیب کی

(۲) یوناہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ گیا۔

(۳) یوناہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا۔

(۴) یوناہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ باہر آیا۔

(۵) یوناہ مچھلی کے پیٹ سے باہر آکر اپنی قوم کی طرف گیا۔

(۶) یوناہ کی قوم نے اسے قبول کیا۔ اور اسے اپنی قوم میں قبولیت۔ عزت اور حکومت حاصل ہوئی۔

اب دیکھئے یسوع مسیح کا معاملہ کیسا رہا۔ انجیل اس نشان کے متعلق فرماتی ہے۔

(۱) یسوع کی قوم نے اس کی تکذیب کی۔

(۲) یسوع صلیب پر ہی مر گیا۔ اور مردہ ہونے کی حالت میں زمین کے پیٹ میں گیا۔

(۳) یسوع زمین کے پیٹ میں مردہ رہا۔

(۴) یسوع زمین کے پیٹ سے زندہ باہر نکل آیا۔

(۵) یسوع زمین کے پیٹ سے نکل کر آسمان کی طرف بادلوں میں چلا گیا۔

(۶) یسوع اپنی قوم کی طرف نہیں گیا۔ اور نہ ہی اس کی قوم نے اسے مانا۔ بلکہ آسمان پر خدا (باپ) کی دائیں طرف جا بیٹھا۔

اب غور فرمائیں۔ یسوع نے تو فرمایا تھا میرا نشان یوناہ جیسا نشان ہوگا۔ گویا اشد ترین مشابہت دونوں میں ہوگی۔ اور پھر اس کی تصریح بھی فرما دی۔ تا کسی عذر کی گنجائش نہ رہ جائے۔ کہ جیسے یوناہ تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم بھی تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ یہاں جیسے اور ویسے ہی کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں۔ کہ مچھلی کے پیٹ میں جانا اور زمین کے پیٹ میں جانا ایک دوسرے کے مشابہ ہوگا۔ مگر یوناہ تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ جاتا ہے مگر مسیح کے متعلق عیسائی کہتے ہیں صلیب پر مر کر مردہ زمین کے پیٹ میں گئے۔ پھر زندہ کو مردہ سے کیا نسبت۔ دوسرے یوناہ مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا۔ مگر عیسائی کہتے ہیں۔ کہ مسیح مردہ قبر میں پڑا رہا۔ یہ بھی کوئی مشابہت ہے۔ یوناہ تو مچھلی کے پیٹ میں دعائیں مانگ رہا ہے (بائیبل یوناہ ۲/۲) مگر مسیح مردہ پڑا ہے۔ تیسرے بہت افسوس کی بات ہے۔ کہ یوناہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ نکل کر اپنی قوم کی طرف گیا۔ جہاں اُسے قبولیت۔ عزت اور حکومت حاصل ہوئی۔ مگر یسوع زمین کے پیٹ سے نکل کر سیدھا آسمان کی طرف گیا۔ اور اپنی بھیڑوں کی کچھ خبر نہ لی۔ گویا اپنے سارے ارادے اور وعدے بھول گیا۔ اور آسمان پر جانے کی اتنی جلدی تھی۔ کہ یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں "ابن آدم کھوئے ہوئے کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔" (متی ۱۸/۱۱)

کیا یہی مشابہت ہے۔ کیا اسی کو نشان کا پورا کرنا کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ ایک ہی نشان کا وعدہ کیا۔ اور پھر اتنی تحدی کہ جیسا نشان یوناہ نے دکھایا۔ ویسا ہی ابن آدم دکھائے گا۔ کیا ویسا ہی دکھایا گیا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ انجیل بتاتی ہے کہ یہ نشان بھی ثابت نہ ہوا۔ گویا یسوع بے نشان ہی رہا۔ اور کوئی نشان بھی ثابت نہ ہو سکا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

اے عیسائی صاحبان غور فرمائیے!

یسوع مسیح نے جو یوناہ نبی جیسا نشان دکھانے کے متعلق فرمایا تھا۔ یہ خدا کی طرف سے الہام پاکر پیشگوئی فرمائی تھی۔ ورنہ اس کو کیا پتہ تھا کہ میں زمین کے پیٹ میں یوناہ کی طرح جاؤں گا وہ خدا کا پیارا تھا۔ تب ہی تو اس نے دُعا عارفوں کی طرح کی۔ اور اس کی یہ دعا۔ کہ صلیب کی لعنتی موت سے بچایا جائے قبول ہو گئی دیکھیو عبرانیوں ۵/۷ میں لکھا ہے:۔

"کہ اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دعائیں اور التجائیں کیں۔ جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی۔"

پس اس کی سُنی گئی۔ یعنی دعا قبول ہو گئی اور وہ صلیب کی لعنتی موت سے بچ گیا۔ ہاں بے ہوشی کی حالت میں صلیب سے اتارا گیا۔ اور زمین کے پیٹ میں تین دن رات کمزوری کی حالت میں پڑا رہا۔ اور یوناہ کی طرح دعائیں کرتا رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے قبر سے نکالا۔ اور کچھ دن کمزوری دور ہونے کے بعد یوناہ کی طرح اپنی قوم اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کو ڈھونڈنے کے لئے کشمیر تبت اور افغانستان کی طرف آیا۔ اس کی قوم نے اسے قبول کیا۔ اور یہاں اسے قبولیت عزت اور حکومت حاصل ہوئی۔ اور یہ نشان بالکل یوناہ نبی کے مشابہ ثابت ہو گیا۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ نشان دکھانا خدا تعالیٰ کی قدیم سنت ہے۔ مگر یہ نشانات اپنے مقربوں کے لئے ہی ظاہر کرتا ہے۔

اس زمانہ میں جہاں کروڑوں نشان دوسرے دکھائے گئے ایک یہ بھی بڑا بھاری نشان اللہ تعالیٰ نے حضرت احمد مسیح علیہ السلام کے ہاتھ پر دکھایا کہ یسوع مسیح کے متعلق جو غلطی ۲۰۰۰ سال سے پڑی ہوئی تھی۔ اسے ایسا صفائی سے دور کیا۔ کہ دل جذبات تشکر و امتنان سے بھر جاتا ہے۔

محمد اشرف واقف زندگی

ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کا الیکشن

احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور کے آئندہ الیکشن کے متعلق ابھی تک کوئی تاریخ مقرر نہیں ہوئی۔ لیکن غالباً آئندہ اکتوبر میں الیکشن ہوگا۔ اس کے لئے ووٹروں کی فہرست کی تیاری پٹواریوں کے سپرد ہو چکی ہے۔ جس کی آخری تاریخ ۱۵ مارچ ۱۹۴۶ء مقرر ہوئی ہے رائے دہندگی کے لئے جن صفات کا ہونا ضروری ہے۔ وہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ پورے طور پر تسلی کر لیں۔ اور نگرانی رکھیں کہ کسی ایسے دوست کا جو ووٹر بن سکتا ہو۔ نام فہرست میں درج ہونے سے رہ نہ جائے۔

صفات یہ ہیں:۔ (۱) مرد ہو اور (۲) کم از کم ۲۱ سال کی عمر ہو۔ اور (۳) کسی عدالت نے اسے غیر صحیح الدماغ قرار نہ دیا ہو۔ اور (۴) ذیلدار۔ سفید پوشی۔ یا نمبردار علاقہ ڈسٹرکٹ بورڈ میں ہو یا پانچ روپے سالانہ معاملہ سرکاری دیتا ہو۔ یا دس روپے کا معافی دار ہو۔ یا بہتیس مشرائط کا موروثی ہو۔ یا انکم ٹیکس ادا کرتا ہو۔ یا ریٹائرڈ یا ڈسچارج شدہ فوجی ہو۔ یا دو روپے سالانہ حیثیتی ٹیکس دیتا ہو۔ یا چھ ایکڑ چاہی یا نہری اراضی کا کاشتکار ہو۔ یا بارہ ایکڑ بارانی اراضی کا کاشتکار ہو یا دو ہزار کی مالیت کا مکان رکھتا ہو۔ یا پرائمری پاس ہو۔

مگر بہر صورت یہ ضروری ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ کے علاقہ میں رہائش رکھتا ہو۔

سائیکل کے ذریعہ سے احباب کو فرداً فرداً اطلاع کی گئی ہے۔ اور جن جماعتوں کے پاس اخبار کے ذریعہ سے یہ اعلان پہونچے۔ وہ اپنے آس پاس کی جماعتوں کو مزید یاد دہانی بھی کرا دیں

ناظر امور عامہ

مختلف علاقوں میں "مصلح موعود" کے شاندار جلسوں کا انعقاد

ناصر آباد (سندھ)

دین محمد صاحب سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ ناصر آباد کنجیجی لکھتے ہیں:- ۲۰ فروری کو بعد نماز عشا جلسہ مصلح موعود زیر صدارت چودھری فضل الرحمٰن صاحب منایا گیا۔ حضرت مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نے پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق مفصل تقریر فرمائی۔ حاضرین میں احمدیوں کے علاوہ عیسائی سکھ اور غیر احمدی کثیر تعداد میں شامل تھے۔ جو نہایت اچھا اثر لے کر گئے۔

سنگاپور

محمد بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو جماعت احمدیہ سنگاپور نے نہایت جوش کے ساتھ مسجد احمدیہ میں "یوم مصلح موعود" منایا۔ جس میں چالیس سے زائد احباب شریک ہوئے۔ جن میں نصف کے قریب ملایا کے احمدی دوست اور باقی فوجی احباب تھے۔ جناب مولوی غلام حسین صاحب ایاز نے مصلح موعود کے بارہ میں ملایا زبان میں تقریر فرمائی۔ کیپٹن بدرالدین صاحب نے اردو میں تقریر کی۔ آخر پر تمام دوستوں کی چائے سے تواضع کی گئی۔

کمال ڈیرہ (سندھ)

حکیم محمد موسیٰ صاحب سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کمال ڈیرہ لکھتے ہیں۔ حسب الحکم ۲۰ فروری کو مسجد احمدیہ میں زیر صدارت حکیم محمد علی خاں صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ ہی مصلح موعود ہیں۔

سیلون

محمد شاہ صاحب سیلون سے لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں زیر صدارت جناب ایس۔ ایل۔ ایم منظاہر صاحب جلسہ مصلح موعود منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد مصلح موعود کی پیشگوئی اور اس کے مختلف پہلوؤں پر جناب ایم ابراہیم صاحب جناب ایس موذوق صاحب۔ جناب ایس۔ ایم شہاب الدین صاحب۔ جناب ایم۔ کے میراں شاہ صاحب اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ آخر میں صدر صاحب کی تقریر پر جلسہ دعا کے بعد ختم ہوا۔

لجنہ اماء اللہ پوہلہ مہاراں

محترمہ ام کلثوم صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لکھتی ہیں۔ خدا کے فضل وکرم سے ۲۰ فروری کو لجنہ اماء اللہ پوہلہ مہاراں ضلع سیالکوٹ نے دار التبلیغ میں جلسہ مصلح موعود منعقد کیا۔ گاؤں کی مستورات کو وقت مقررہ پر جمع کیا گیا۔ جلسہ دو بجے دن شروع ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد خاکسار نے مصلح موعود پر تقریر کی۔ جس سے تمام حاضرات بہت متاثر ہوئیں۔ جلسہ پانچ بجے ختم ہوا۔

نیکمبو (سیلون)

محمد شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ ۲۲ فروری کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ نیکمبو میں (جو کولمبو سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر ہے) جلسہ مصلح موعود زیر صدارت جناب ابراہیم صاحب منعقد کیا گیا۔ جس میں کولمبو کے احباب نے بھی شمولیت کی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب زبیر صاحب ایم موذوق صاحب۔ ایس۔ ایل۔ ایم منظاہر صاحب۔ محمد شاہ صاحب۔ ایم صدیق صاحب اے۔ آر۔ ایم بہاری صاحب اور ایم کے میراں شاہ صاحب نے تقاریر کیں۔

دھلی

بابو عبد الحمید صاحب سیکرٹری تبلیغ لکھتے ہیں۔ یوم مصلح موعود کی تقریب پر پبلک جلسہ احمدیہ مسجد دریا گنج میں ۲۴ فروری کو دو بجے دن زیر صدارت جناب چودھری بشیر احمد صاحب پی سی ایس منعقد کیا گیا۔ جلسہ کا اعلان بذریعہ پوسٹر کیا گیا۔ شیخ عبد الحکیم صاحب نے مضمون پڑھا۔ خاکسار نے اس پیشگوئی کی اہمیت بتائی اور بدلائل ثابت کیا۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ ہی مصلح موعود ہیں۔

پٹیالہ

مولوی سراج الحق صاحب امیر جماعت احمدیہ پٹیالہ لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری انجمن احمدیہ پٹیالہ کا جلسہ یوم مصلح موعود بمکان شیخ محمد کرم الٰہی صاحب زیر صدارت ڈاکٹر حبیب اللہ صاحب منعقد کیا گیا۔ عبد اللطیف خاں صاحب نے مصلح موعود کے کارناموں پر تقریر کی۔ شیخ محمد رمضان صاحب حوالدار اور بابو عبد الرشید صاحب نے الفضل سے مضامین پڑھکر سنائے۔ آخر میں شیخ محمد رمضان صاحب نے تقریر کی۔

رشی نگر (کشمیر)

عبد الجبار صاحب لکھتے ہیں۔ ۲۰ فروری کو بوقت شام خاکسار کی زیر صدارت جلسہ کیا گیا۔ محمد عبد اللہ صاحب واعظ نے مصلح موعود کی پیشگوئی پر تقریر کی جس میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب دئے۔ خاکسار نے الفضل کے ایک

۸/۱۵ پنجاب رجمنٹ میں جلسہ ظہور مصلح موعود

اور

۲۰ فروری کو احمدیوں کے لئے تعطیل کی منظوری

اللہ تعالیٰ کا محض احسان ہے۔ کہ اس نے فوج میں ہونے کے باوجود ہمیں دینی امور کی سرانجام دہی کے مواقع عطا فرمائے۔ اور ہماری کوتاہیوں اور خطاؤں کے باوجود اپنے فضلوں سے نوازا۔ ظہور مصلح موعود احمدیت کی تاریخ میں ایک اہم باب ہے۔ اور اسلام کی فتوحات اور غلبہ کا پیش منظر ہے۔ یہ دشمن کے لئے ایک تحدی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان۔ آج دشمن بھی اقراری ہے۔ کہ ایک زبردست طاقت ہی تھی۔ جس نے حضرت مسیح موعود کی زبان پر جاری فرمایا۔ "نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائینگی"۔ .... الخ (اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

زمانہ شاہد ہے۔ اور ساری دنیا نے مشاہدہ کیا۔ کہ کس طرح ایک ایک حرف اس پیشگوئی کا پورا ہوا۔ ہمارے ایمان اس نشان کے ذریعہ صیقل ہوئے اور ہر احمدی اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے۔

۸/۱۵ پنجاب رجمنٹ کے کمان افسر صاحب بہادر کی وسیع حوصلگی اور اپنے ماتحتوں پر شفقت کے نتیجہ میں ۲۰ فروری کا دن احمدیوں کے لئے رخصت قرار دیا گیا تھا۔ جس کا اعلان یکم فروری کو کر دیا گیا تھا۔ ۲۰ فروری ۱۹۴۶ء کو ہماری جماعت کے طے شدہ پروگرام کے مطابق دو اجلاس ہوئے۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:-

پہلا اجلاس

پہلا اجلاس زیر صدارت محترم صوبیدار میجر شیر ولی صاحب سردار بہادر او۔ بی۔ آئی امیر جماعت احمدیہ نو بجے صبح منعقد ہوا۔ سید حاکم شاہ صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ نائک محمد علی صاحب نے نظم پڑھی۔ پہلی تقریر خاکسار نے کی۔ جس میں سبز اشتہار والی الہامی عبارت پڑھ کر سنائی۔ اور اس پیشگوئی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اجمالی طور پر اس کے بعض پہلوؤں کے پورا ہونے پر روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مولوی سلطان احمد صاحب نے "شان مسیح موعود" کے موضوع پر کی۔ جس میں حضرت امیر المومنین کی شان پیشگوئی کے الفاظ سے ہی بیان کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام سے

اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدۂ ازراہِ دور آمدۂ

کا ذکر کرکے بتایا۔ کہ حضور کو اللہ تعالےٰ نے فخر رسل قرار دیا ہے۔ ان کے بعد حبیب اللہ صاحب نے پنجابی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ایک نظم پڑھی۔ تیسری تقریر لانس نائک پیر محمد صاحب نے "حضرت مصلح موعود کے متعلق سابق پیشگوئیاں" کے موضوع پر کی۔ جس میں خصوصاً یحییٰ بن عقب اور تالوت کی پیشگوئیوں کی وضاحت کی۔ آخری تقریر میں محترم جمعدار محمد اشرف صاحب (واقف زندگی) نے حضرت مصلح موعود کے الہام "انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ" کی تشریح کرتے ہوئے بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی مندرجہ سبز اشتہار کے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں پورا ہونے کا اعلان ان الفاظ میں ہونا بتاتا ہے۔ کہ حضور کا یہ الہام ساری پیشگوئی پر حاوی ہے۔ اور یہ فقرہ اپنے اندر بہت وسیع معانی رکھتا ہے۔ جمعدار صاحب موصوف کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ ان کے بعد لانس نائک محمد دین صاحب نے ایک پنجابی نظم سنائی۔ اخیر میں صاحب صدر نے دعا فرمائی۔ اور جلسہ ساڑھے گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس زیر صدارت محترم صوبیدار میجر شیر ولی صاحب سردار بہادر او۔ بی۔ آئی۔ امیر جماعت احمدیہ سوا سات بجے بعد نماز مغرب وعشا منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم خاکسار نے کی۔ نائک محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم "محمود کی آمین" کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔ اس کے بعد پہلی تقریر جمعدار محمد اشرف صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی فرمودہ پیشگوئی کے الفاظ "مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء" اور "تین کو چار کرنے والا"

کے موضوع پر کی۔ جو کہ مفصل اور مدلل ہونے کے علاوہ عام فہم بھی تھی۔ اُن کے بعد اخویم محمد داؤد احمد صاحب عارف نے تحریک جدید کے متعلق ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ اور حضرت امیر المومنین کی صحت و درازئ عمر کے لئے دعا کی تحریک کی۔ آخری تقریر خاکسار نے کی۔ جس میں پیشگوئی مصلح موعود کے پورا ہونے کے مختلف پہلوؤں کا ذکر کیا۔ حضور کا پیشگوئی کے الفاظ "اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ قومیں اس سے برکت پائیں گی" کا فی زمانہ پورا ہونا ثابت کیا جس میں تبلیغ احمدیت کی کامیاب مساعی کا ذکر کیا۔ خاکسار کے بعد صاحب صدر نے حاضرین کو مفید نصائح کیں۔ اور فرمایا کہ یہ جلسے جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور میں اظہار تشکر و امتنان کے لئے ہوتے ہیں۔ وہاں ہمیں بیدار کرنے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ جو باتیں جلسہ میں بیان کی گئی ہیں۔ ان پر ہمارا عمل ہونا چاہیئے۔ تب جلسہ کی غرض و غائیت پوری ہوتی ہے۔ جلسہ دعا کے بعد سوا نو بجے ختم ہوا۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے محض اپنے فضل سے ہماری مدد کی اور احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ درد دل سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور ہمارے لئے دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین

(خاکسار محمد شفیع سلیم واقف زندگی)

ضرورت ہے

(۱) ایک سمجھدار گریجوایٹ یا انڈر گریجوایٹ کی جو دفتر کے کام کا تجربہ رکھتا ہو
(۲) ایک ٹرینڈ کمپاؤنڈر کی تنخواہ مناسب دی جائیگی۔

درخواستیں مع سرٹیفکیٹ پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کے نام بھیجوائی جائیں

پتہ درکار ہے!

جناب ماسٹر حکیم اللہ صاحب ٹھکر و ڈیکہ ضلع مظفر گڑھ کا پتہ درکار ہے۔ اگر ماسٹر صاحب یا اُن کے کسی دوست کو معلوم ہو تو براہ مہربانی مجھے اطلاع دیں۔

(خاکسار عبد السلام عمر۔ قادیان)

وصیتیں

(نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۹۳۰۱:۔ منکہ ڈاکٹر محمد انور ولد چوہدری چراغ دین صاحب قوم کھچی راجپوت پیشہ ڈاکٹری بیعت ۱۹۲۲ء ساکن کالا خطائی حال بدوملہی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۵/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ مکان سکونتی محلہ دارالرحمت قادیان اراضی پندرہ مرلہ میں ہے۔ سفید زمین محلہ دارالشکر قادیان میں ایک کنال۔ ایک سفید ٹکڑا زمین تعدادی پونے سات مرلہ واقع بدوملہی محلہ گوپال پورہ میں ہے۔ ایک ٹکڑا زمین تعدادی سات مرلہ واقعہ لاہور محمد نگر نزد مسجد احمدیہ ہے۔ نقد مبلغ ایک ہزار تین صد روپیہ ہے نیز ایک ہزار روپیہ میں نے اس جائداد سے اپنی بیوی کا حق مہر ادا کرنا ہے۔ جو اس سے منہا سمجھا جائیگا۔ اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اس کے علاوہ میرا گذارہ پریکٹس پر ہے جو اندازاً ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہے۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہوں گا۔ آئندہ جو جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے پر ثابت ہو۔ اُس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ ڈاکٹر محمد انور گواہ شد: ماسٹر محمد ابراہیم محصل بدوملہی گواہ شد۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا

نمبر ۹۳۰۲:۔ منکہ نذیر بیگم زوجہ سید غلام حسین صاحب موصی قوم سید عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن احمد آباد گٹھالیاں ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱۷/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت ایک مکان تعدادی ۵ مرلہ ہے کہ ۱/۲ کی میں مالک ہوں جو حق مہر کے عوض میں ہے۔ مکان کی قیمت ایکہزار روپیہ ہے۔ جو گوجرانوالہ میں ہے۔ نیز زیورات طلائی تین تولہ کل جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گی یا جو میرے مرنے پر ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ الامتہ:۔ سیدہ نذیر بیگم زوجہ سید غلام حسین۔ گواہ شد:۔ سید نذیر حسین پریذیڈنٹ گٹھالیاں۔ گواہ شد:۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۳۰۰:۔ محمد عبد اللہ ولد چوہدری محمد الدین صاحب قوم کسرا پیشہ زمینداری عمر ۴۳ سال بیعت ۱۹۳۳ء ساکن اڈیکے ڈاکخانہ میرک پور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۲۸/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد کوئی نہیں۔ صرف سالانہ آمدنی پر گزارہ ہے۔ سالانہ آمدنی اندازاً ۲۴۰ روپے ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا۔ میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ محمد عبد اللہ موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد۔ علم الدین سیکرٹری مال۔ گواہ شد:۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

نمبر ۹۲۹۹:۔ منکہ محمد بی بی زوجہ ماسٹر عبد الخالق صاحب قوم قریشی عمر ۲۷ سال بیعت ۱۹۳۳ء ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۵/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس صرف زیور مالیتی ۱۱۰ روپے کا ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ یہ زیور مہر میں ادا شدہ ہے۔ جو کہ ۱۰ تولہ چاندی ۱۰ ماشہ طلائی کا ہے اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ:۔ محمد بی بی بذریعہ ماسٹر محمد دار العلوم قادیان۔ گواہ شد۔ عبد الخالق مولوی ٹیچر گواہ شد۔ ظفر الاسلام انسپکٹر بیت المال

نمبر ۹۲۹۸:۔ منکہ محمد ابراہیم ولد محمود خان صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال بیعت ۱۹۲۷ء ساکن بستی اسلام آباد موگہ ضلع فیروز پور کا ہوں۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے پاس حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک قطعہ زمین سفید ۱۳۶ مرلہ محلہ دارالشکر قادیان مالیتی قیمت خرید بارہ صد روپیہ ایک مکان قطعہ سفید زمین واقع محلہ منڈی قادیان دارالامان قیمت خرید ۹۲۵ روپے علاوہ ازیں میری تنخواہ ماہوار ۲۵ روپیہ اور مہنگائی الاؤنس ۱۷ روپے کل ۴۲ روپے ہے جس پر میرا گزارہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز جو جائیداد اوپر لکھی گئی ہے بمنشاء تحریک جدید وقف شدہ ہے اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ بوقت وفات اگر کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ محمد ابراہیم بقلم خود موصی گواہ شد:۔ بشیر احمد پسر موصی بقلم خود گواہ شد۔ محمد طفیل پسر موصی بقلم خود۔

نمبر ۹۲۹۷:۔ فتح بی بی زوجہ منشی محمد ابراہیم صاحب قوم راجپوت ساکن بستی اسلام آباد موگا ضلع فیروز پور عمر ۳۴ سال بیعت ۱۹۳۰ء آج بتاریخ ۲/۱۶/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میرے پاس حسب ذیل جائداد ہے۔ میری شادی پر زیورات طلائی ۵ تولہ ۵ ماشہ مالیتی ۸۰۰ روپے کے ہیں میرا مہر مبلغ ۳۲۶ روپیہ ہے۔ جو اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ نقد مبلغ ۶۵۰ روپیہ جو میرے خاوند کے نام پر امانت ذاتی میں جمع ہیں میرے ہیں۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ:۔ فتح بی بی موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد طفیل پسر موصیہ گواہ شد محمد ابراہیم خاوند موصیہ

نمبر ۹۲۹۵:۔ منکہ سید خادم حسین ولد سید احمد شاہ صاحب قوم سید پیشہ نقشہ نویس عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن گٹھالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۷/۴۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اراضی تعدادی تین کنال ایک مکان واقعہ فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ میں ۱/۲ حصہ بشراکت اپنی بیوی کے ہے جو ۵ مرلہ میں ہے قیمتی ۱۰۰۰ روپیہ ہے اس کے علاوہ میری ماہوار پنشن مبلغ دس روپیہ ہے۔ کمی بیشی کی اطلاع دیتا رہونگا۔ العبد:۔ سید خادم حسین موصی گواہ شد:۔ چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا گواہ شد:۔ سید نذیر حسین

۹۲۹۳ منکہ الہ دین ولد چوہدری حاجی بلند بخش صاحب قوم لسبرا پیشہ زمیندارہ عمر ۵۴ سال بیعت ۱۹۱۱ء ساکن راڑکے ڈاکخانہ میرک پور ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{46}$ ۲۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد کوئی نہیں میں صرف سالانہ آمدنی پر گزارہ کرتا ہوں۔ جو کہ مبلغ ۲۴۵/- روپے ہے اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: الہ دین موصی نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: علم دین سیکرٹری مال۔ گواہ شد: چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا

۹۲۹۶ منکہ مہرور سلطانہ بیگم بنت مرزا محمد افضل بیگ صاحب قوم مغل عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الرحمت بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{46}$ ۱۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد میرا زیور ہے۔ جس کی مالیت موجودہ نرخ کے مطابق دو ہزار روپیہ ہے میں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ نیز میرے مرنے پر جس قدر میری جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ حق مہر میں نے اپنے خاوند سے وصول کر لیا ہوا ہے۔ الامتہ مہرور سلطانہ بیگم بقلم خود موصیہ گواہ شد: عبد اللطیف خاوند موصیہ گواہ شد مرزا محمد افضل بیگ والد موصیہ

۹۲۹۴ اقبال بیگم زوجہ شکر دین صاحب قوم کھوکھر عمر ۳۵ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن دانہ زید کا ڈاکخانہ گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{2}{46}$ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد حسب ذیل ہے یعنی حق مہر ۱۰۰/- روپیہ ہے اس کے $\frac{1}{5}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں حق مہر میں نے وصول کر لیا ہوا ہے۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ اس کے $\frac{1}{5}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ اقبال بیگم موصیہ نشان انگوٹھا۔ گواہ شد: منشی لال دین برادر موصیہ گواہ شد: چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا

۹۰۷۹ منکہ مبارکہ بیگم زوجہ ملک نبی محمد صاحب نمبردار قوم کھوکھر عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گھوگھیاٹ ڈاکخانہ میانی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{45}$ ۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد کوئی نہیں۔ صرف حق مہر ۵۰۰/- روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ اس کے $\frac{1}{5}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی $\frac{1}{5}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ مبارکہ بیگم بقلم خود موصیہ گواہ شد ملک نبی محمد خاوند موصیہ گواہ شد: چوہدری خورشید احمد انسپکٹر وصایا

۹۱۵۹ منکہ آمنہ بی بی زوجہ عبد الکریم صاحب قوم ملیال پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن من باجوہ ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ $\frac{1}{45}$ ۲۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورات طلائی چھ تولہ ایک ماشہ زیورات نقرئی ۶۰ تولہ حق مہر ۵۰ تولہ چاندی میرے پاس ہے میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامتہ: آمنہ بی بی موصیہ گواہ شد: عبد الکریم خاوند موصیہ گواہ شد: چوہدری شکر دین گواہ شد: شیخ عبد الغنی آنریری انسپکٹر وصایا

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

پونا ۱۱ مارچ۔ گاندھی جی نے ہندوستان کے بحری بیڑہ کے جہازیوں کو جو مشورہ دیا تھا۔ مسز ارونا آصف علی نے اس پر اعتراض کیا ہے۔ گاندھی جی نے جہازیوں کو مشورہ دیا تھا۔ کہ اگر ان کے حقوق کو پائمال کیا جاتا ہے۔ اور ذلیل کن برتاؤ کیا جاتا ہے۔ تو وہ ملازمت سے علیحدہ ہو جائیں۔ مسز ارونا نے یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ اگر وہ ملازمتیں چھوڑ دیں۔ تو ان کے گزارہ کی کیا صورت ہوگی۔ دوسرے لوگ ان کی جگہ پر لگ جائیں گے۔ گاندھی جی نے اس کے جواب میں لکھا ہے۔ یہ نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان کا بحری بیڑہ محکوم قوم کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے نہیں بنایا گیا۔ بلکہ یہ برطانوی آمریت اور استبداد کا آلہ کار ہے۔ برطانوی اور ہندوستانی سپاہیوں کے ساتھ الگ الگ برتاؤ اور حاکم و محکوم کا امتیاز صاف نظر آرہا ہے۔ جو نامناسب حد تک پہنچ چکا ہے۔ اور ناقابل برداشت ہے۔ بے شک کسی حد تک اس حالت کو سدھارا جا سکتا ہے۔ اور کسی قدر اصلاح ممکن ہے۔ مگر امن سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے سے ممکن ہے۔ نہ کہ بغاوت اور سٹرائیکوں سے۔

ممکن ہے بغاوت سے بعض نوجوانوں کو انفرادی طور پر فوائد حاصل ہو جائیں۔ مگر اجتماعی لحاظ سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ملک کی طاقت منتشر ہو کر کمزور ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ اتحاد اور نظام سے طاقت محفوظ رہتی ہے۔

پس نظام اور ڈسپلن کی آج بھی ویسی ہی ضرورت ہے جیسے سوراج کے وقت ہوگی۔ گاندھی جی نے آخر میں لکھا ہے۔ کہ اگر دوسرے لوگوں نے بھرتی ہو کر ان خالی جگہوں کو پُر کرنے کی کوشش کی۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ کانگرس حریت اور خود داری کا جذبہ پیدا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اور اس کی سالہا سال کی کوششیں اکارت گئی ہیں۔

چنکنگ ۱۱ مارچ۔ منچوریا کے بڑے صنعتی شہر مکڈن کو سرخ فوجوں نے خالی کر دیا ہے۔ خیال ہے۔ کہ اس کے بعد دوسرے بڑے شہر فوشن کو بھی خالی کر دیں گی۔ سنٹرل گورنمنٹ کے چیف آف سٹاف کل مکڈن پہنچ گئے ہیں۔ اور ان شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس علاقہ میں چینی کمیونسٹ فوجوں کی نقل و حرکت دیکھنے میں آرہی ہے۔ اور وہ مکڈن کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ کل کچھ تصادم ہونے کی بھی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ آج ایک چینی اخبار نے لکھا ہے۔ کہ جنرل مارشل (امریکی سفیر) آج صدر ٹرومین سے ملنے جا رہے ہیں۔ تا انہیں حالات حاضرہ سے مطلع کریں۔

چنکنگ ۱۱ مارچ۔ چینی اخبار "ورلڈ ڈیلی نیوز" رقمطراز ہے۔ کہ چین سے روسی فوجوں کا نکلنا بھی کم خطرے کا باعث نہیں۔ اس سے چین کی مالی حالت کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ روسی شمالی علاقوں سے مشینری اور قیمتی اشیاء لے جانے کی کوشش کرینگے۔ جن پر بہت حد تک چین کا دارومدار ہے۔ اور وہ اکثر چین سے نکلی ہوئی دھاتوں سے ہی تیار ہوئی ہیں۔ حکومت کو اس کے انسداد کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔

لنڈن ۱۱ مارچ۔ روس کے ایک سرکاری اخبار کے افتتاحیہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ روس تیسری جنگ جیتنے کے لئے سر توڑ کوششیں کر رہا ہے۔ اس نے لکھا ہے۔ روس یہ بات بخوبی جانتا ہے۔ کہ آئندہ قیام امن کا انحصار طاقت اور عظمت پر ہوگا۔ روسی یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ امن کے قائم کرنے میں بہت سی روکیں حائل ہیں۔ جن کو طاقت اور ہمت سے دور کرنا پڑیگا۔

بٹاویہ ۱۱ مارچ۔ ہندوستانی اور برطانوی فوجوں کی واپسی شروع ہو گئی ہے۔ پہلا دستہ چند روز تک سورابایا سے روانہ ہو جائیگا۔

ہنوئی ۱۱ مارچ۔ صوبہ انام کی خود مختاری تسلیم کر لی گئی ہے۔ قومی اسمبلی کا وجود معرضِ شہود میں آچکا ہے۔ اسمبلی کے وزیر اعظم مسٹر ہوچی منہ نے اپنی کیبنٹ کے اٹھارہ وزراء کے نام فرنچ ہائی کمشنر کو بھیج دیئے ہیں۔ انام ہند چینی کا ایک صوبہ ہے جو فرانسیسیوں کے ماتحت ہے۔

قاہرہ ۱۱ مارچ۔ کل ایک سینما گھر میں بم پھٹ گیا۔ جس سے ایک عورت ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔ پولیس سرگرم تفتیش ہے۔ مصر کے وزیر اعظم صدقی پاشا خود موقعہ واردات کو دیکھنے آئے۔

واشنگٹن ۱۱ مارچ مشترکہ فوڈ بورڈ نے ہندوستان کے وفد کے مطالبات سن لئے ہیں۔ اگلے ہفتہ تک فیصلہ ہو جائے گا۔ برطانوی فوڈ سیکرٹری سر بین سمتھ اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ ہندوستان کی ضروریات کو سب سے مقدم رکھا جائے۔ اور اسے زیادہ سے زیادہ اناج دیا جائے

نیو یارک ۱۱ مارچ۔ نیو یارک میں ایک انڈیا فیمن ایمرجنسی کمیٹی معرض وجود میں آئی ہے جس میں امریکہ کے بڑے بڑے لوگ بھی شامل ہیں۔ مشہور سائنسدان آئین سٹائن بھی اس کا ممبر ہے۔ اس کا کام ہندوستان کو قحط کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش ہوگا۔

دہلی ۱۱ مارچ۔ کمانڈر انچیف سر آکنلک نے حکم جاری کیا ہے۔ کہ فوجی ہندوستان سے باہر خوراک کے پارسل بھیجنا بند کر دیں۔

دہلی ۱۱ مارچ مولانا ابوالکلام آزاد نے کل وائسرائے سے ملاقات کے دوران میں خوراک کے معاملہ پر غور کرنے کے علاوہ سیاسیات حاضرہ پر بھی بحث کی۔ مولانا آزاد کانگرس کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شامل ہونے کے لئے آج بمبئی روانہ ہو رہے ہیں۔ گاندھی جی بھی آج بمبئی پہنچ جائیں گے۔

لاہور ۱۱ مارچ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اپنے سالانہ اجلاس میں ایک اہم ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ جس میں سکھوں کو ایک الگ قوم قرار دیا۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ مذہبی مقامات اور قومی حقوق کی حفاظت کے لئے ایک الگ سکھ ریاست قائم کی جائے۔ برطانوی وزارتی کمیشن سے اس کے لئے پر زور مطالبہ کیا جائے گا۔

لاہور ۱۱ مارچ۔ چوہدری اصغر علی صاحب ایم۔ ایل۔ اے گجرات یونینسٹ سے مستعفی ہو کر مسلم لیگ میں شامل ہو گئے ہیں۔

کراچی ۱۱ مارچ۔ نواب زادہ لیاقت علی خاں نے سندھ مسلم لیگ کی پھر سے تنظیم کرنے کے لئے ایک مجلس بلائی ہے۔ اس میں مسٹر جی۔ ایم سید سے ۲۲ ہزار روپیہ قانونی طور پر وصول کرنے کا بھی فیصلہ ہوا ہے

کلکتہ ۱۱ مارچ۔ پنڈت جواہر لعل نہرو ڈھاکہ اور چٹاگانگ کے دورہ کے بعد کلکتہ پہنچ گئے ہیں۔

دہلی ۱۱ مارچ۔ ایران کا جو وفد ہندوستان آیا تھا۔ وہ طہران یونیورسٹی میں اردو اور سنسکرت کے ڈیپارٹمنٹ کھولنے کی سکیم پر غور کر رہا ہے۔

کلکتہ ۱۱ مارچ۔ کلکتہ کارپوریشن نے حکومت بنگال کو بتایا ہے کہ اس جنگ میں کلکتہ کا ۵ کروڑ کا نقصان ہوا۔ حکومت بنگال اس کے مطابق جاپان سے تاوان وصول کرے گی۔

لنڈن ۱۱ مارچ "لنڈن ٹائمز" نے ہندوستان کی آزادی اور تشکیل حکومت کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ اگر درمیانی عرصہ میں حکومت بنانے اور آئین تیار کرنے کا فیصلہ ہو جائے۔ تو ہندوستان کی گتھی سلجھ سکتی ہے۔

لنڈن ۱۱ مارچ مجلس قیام امن کے ڈائرکٹر جنرل نے سب ممالک سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ اس وقت فریقہ کو قحط سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔

قاہرہ ۱۱ مارچ۔ اغلب خیال ہے کہ ۳۶ء کے برطانوی مصری معاہدہ میں ترمیم و تنسیخ کی سکیم کامیاب رہے گی برطانوی مشن کے حسن تدبر اور مصری حکام کے پر زور مطالبات سے کوئی فیصلہ کی راہ نکل آئے گی۔

بمبئی ۱۱ مارچ۔ کل رات ہز ہائی نس سر آغا خاں کو ڈائمنڈ جوبلی کے موقعہ پر ہیروں سے تولنے کی رسم ادا کی گئی۔ آپ کا وزن ۲۴۰ پونڈ ۸ اونس نکلا۔ اس موقعہ پر سارے ہندوستان کے علاوہ عراق۔ شام۔ لبنان برما افریقہ اور ایران کے نمائندوں نے بھی شرکت کی۔

لاہور ۱۱ مارچ۔ آج گورنر پنجاب نے پنجاب اسمبلی کی وزارت کے لئے ملک خضر حیات ٹوانہ نواب سر مظفر علی قزلباش۔ سردار بلدیو سنگھ اور لالہ بھیم سین سچر کے نام منظور کر لئے۔

کراچی ۱۱ مارچ۔ سندھ کی سید پارٹی نے سندھ وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کا نوٹس دے دیا ہے۔

دہلی ۱۱ مارچ۔ آسام اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر سر محمد سعد اللہ اور ڈپٹی لیڈر مولوی عبدالحمید منتخب ہو گئے۔